پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

ماہ شعبان احادیث کی روشنی میں

عن عائشة رضی الله عنها قالت : كان أحب الشهور الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصومه شعبان، ثم يصله برمضان.
(ابو داؤد–2431،نسائی –2350)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھنے کے لئے سب سے محبوب مہینہ شعبان تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد رمضان کے روزے رکھتے تھے۔

تشریح: اسلامی کیلنڈر کے مطابق شعبان کا مہینہ رجب کے بعد اور رمضان المبارک سے پہلے آتا ہے، ماہ شعبان آٹھواں مہینہ ہے قمری تقویم کے اعتبار سے۔اس مہینے کو عمل اور عبادت کے اعتبار سے ایک جداگانہ حیثیت حاصل ہے۔اس مہینہ کے سلسلے میں بہت ساری ایسی روایات ہیں جو ضعیف ہیں یا من گھڑت اور موضوع ہیں۔اس مہینہ میں بہت سارے ایسے اعمال انجام دیے جاتے ہیں جن کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ایسی ایسی بدعات ہیں جو انسان کو گمراہی کے ساتھ شرک کی طرف لے جانے والی ہیں۔رہی بات چراغاں اور آتش بازی کرنے کی تو یہ محض فضول خرچی ہے۔جو کہ بہر حال ممنوع ہے اور اسکا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اسی طرح اس ماہ کی پندرہویں شب کو شب براءت کا نام دے دیا گیا ہے اور اس میں قیام اللیل کا اہتمام کیا جاتا ہے، قبروں کی زیارت کی جاتی ہے۔نیز موم بتیاں اور اگر بتیاں سلگائی جاتی ہیں۔اس پر مستزاد یہ کہ موضوع روایات کا سہارا لیکر لوگوں کو ان بدعات کی ترغیب دلائی جاتی ہے جبکہ قرون مفضلہ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام واتباع تابعین رحمہم اللہ کے یہاں اس مہینے میں کوئی مخصوص عبادت تھی اور نہ ہی نصف شعبان کو قیام اللیل کا اہتمام تھا۔حافظ ابن رجب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ”**قيام ليلة النصف لم يثبت فيه شيئ عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا عن اصحابه رضي الله عنهم**“(شعبان کی پندرہویں رات کے قیام کی فضیلت میں نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے۔)

لہٰذا اس رات میں خصوصیت کے ساتھ رت جگا کرنا، قبروں کی زیارت کرنا، تہجد گزاری، تلاوت قرآن، مجلس ومحفل کا انعقاد اس مزعومہ کے ساتھ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔بلاشبہ جھوٹ اور فریب ہے، حضرت امام طرطوشیؒ نے ایک تابعی کا قول نقل کیا ہے کہ ”**ما ادركنا احدا من مشيختنا ولا فقهائنا يلتفتون الى النصف من شعبان ولا يلتفتون الى حديث مكحول** ....“(ہم نے اپنے مشائخ اور فقہاء میں سے کسی کو بھی نہیں پایا کہ وہ شعبان کی پندرہویں شب یا حدیث مکحول کی طرف التفات کیا ہو اور پندرہویں شب کو کسی رات پر فوقیت وفضیلت دی ہو۔) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مہینہ میں معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ اس مہینہ میں کثرت سے روزے کا اہتمام کرتے تھے اور اس مہینہ کا روزہ آپ کو سب سے محبوب تھا۔ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو شعبان کے مہینے میں جتنا روزہ رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں کسی اور مہینہ میں اتنا روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماہ رجب اور ماہ رمضان کے درمیان اس مہینہ میں لوگ روزے سے غافل رہتے ہیں حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کے طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں اٹھائے جائیں کہ میں روزے کی حالت میں رہوں۔اور ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں بھی روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ چند دنوں کے علاوہ آپ پورے مہینے روزے رکھتے تھے۔اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ شعبان اور رمضان کے علاوہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔مذکورہ تمام احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس مہینہ میں جو عمل مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ روزہ ہے، لہٰذا ہم تمام لوگوں کو ماہ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

رہی بات شب براءت کی اور اس موقع پر انجام دی گئی شرکیات وبدعات وخرافات کی تو حقیقت میں ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے البتہ نصف شعبان کے تعلق سے چند حدیثیں وارد ہیں جو صحت کے اعتبار سے حسن ہیں اور علامہ البانیؒ نے بھی اس کی تحسین کی ہے جیسے ”**يطلع الله تبارك وتعالىٰ الى خلقه ليلة النصف من شعبان ، فيغفر جميع خلقه الا لمشرك أو مشاحن** ۔(اللہ تبارک وتعالیٰ پندرہویں شعبان کو اپنی تمام مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور اپنی تمام مخلوقات کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔) ایک روایت میں ہے کہ مومنوں کو بخش دیتا ہے کافروں کو ڈھیل دے دیتا ہے اور کینہ پروروں کو بھی، یہاں تک کہ وہ اپنا دل صاف کرلیں۔

اس کے علاوہ جتنی بھی روایتیں ہیں جنکا ذکر ہر مجلس میں کیا جاتا ہے اور اس کے سہارے شرک وبدعات کی ترویج کی جاتی ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں یا من گھڑت ہیں۔ اور جہاں تک رہی بات پندرہویں شعبان کی فضیلت والی حدیث کی تو اس سے اس بات کا ہرگز جواز نہیں ملتا ہے کہ اس رات کو قیام اللیل کا اہتمام کیا جائے یا قبروں کی خصوصی زیارت کی جائے، جلسے جلوس نکالے جائیں، محفلیں سجائی جائیں نیز آتش بازی اور چراغاں وغیرہ جیسے خرافات کو انجام دیا جائے اور نہ ہی عمل صحابہؓ اور تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ سے اس طرح کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے اس رات کو قیام اللیل کا اہتمام کیا ہو یا خصوصیت کے ساتھ کوئی کام اس رات میں انجام دیا۔

چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور اتباع تابعین رحمہم اللہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو بھلا یہ سارے اعمال اس رات کو کیسے مستحسن قرار پا گئے۔یہ سب کے سب کتاب وسنت کے مخالف ہیں، ہمارے لئے مشعل راہ کتاب وسنت ہے ہمیں اسی پر عمل کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگوں کو کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین ☆☆

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس وقت ملک وملت اور انسانیت کو ہر سطح پر مختلف مشکل حالات اور ناخوشگوار معاملات کا سامنا ہے۔ بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گلی کوچوں اور عوام، جاہل اور دیہاتی لوگوں میں فکری اور عملی پستی کا مشاہدہ تو کرتے ہی رہے ہیں، لیکن اب یہ ہر سطح پر نظر آ رہا ہے۔ آپ بین الاقوامی سطح پر نظر ڈالئے کہ کتنے ہی معاملات الجھے ہوئے ہیں، جھگڑے بکھیڑے ہیں، بے شمار نزاعات اور مسائل ومشکلات مختلف خطوں، گھروں اور معاشروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے حل کی مختلف تدبیریں بھی ڈھونڈی جا رہی ہیں، لیکن ان کا حل نہیں نکل رہا ہے اور سمسیائیں اور مصائب ہیں کہ گھٹنے کے بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ کیوں نہ یہ کہہ دیا جائے کہ حالات کو ان کے رخ پر چھوڑ دیا جائے، جہاں ان کی انتہا ہوگی، خود بخود رک جائیں گے۔ ہم بچپن میں دیہات میں دیکھتے تھے کہ جب بچے آپس میں لڑتے تھے اور کسی کی مانتے نہیں تھے تو بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ چھوڑ دو، خود ہی تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے اور بسا اوقات ایسا ہوتا بھی تھا، مگر یہ فطرت انسانی کے خلاف بات ہے۔ دین وایمان کے رو سے تو خیر اس طرح کی فکر کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ جان میں جب تک جان ہے اور جب تک قلب وجگر میں ادنیٰ بھی ایمان ہے تو ہمیں کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اور نہ معاملات ومشکلات سے گھبرانا چاہیے بلکہ ان کا بھرپور مقابلہ کرنا چاہیے۔ اگر دو آدمی اپنی حماقت اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے جھگڑا، لڑائی، ہٹ دھرمی، ظلم وزیادتی اور ضد جو انتہائی خراب اور حرام چیز ہے، سے باز نہیں آتے تو ایسی حالت میں ہم جو خیر کے علمبردار ہیں اور صلح وصفائی اور لوگوں کی رہنمائی ہمارا فرض ہے، کیونکر مایوس ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں۔ اس لئے اقوام عالم جو کام بھی انسانیت کے نام پر انفرادی طور پر یا عالمی اور محلی انجمنوں اور پلیٹ فارموں سے انجام دے رہی ہیں اگر وہ کام اچھا ہے اور وہ قومیں اچھے کاز کے لیے کھڑی ہوئی ہیں تو اسے اسی اچھائی، صفائی، اخلاص اور

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی

مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث — ۲

اداریہ — ۳

غلو ایک خطرناک مرض — ۶

کردار سازی: ایک ملی فریضہ — ۸

خودکشی کی بڑھتی وبا اور اسلامی تعلیمات — ۱۰

شراب نوشی کا مالی واخلاقی نقصان اور اخروی انجام — ۱۳

اپیل — ۱۸

گاؤں محلہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجئے — ۱۹

شعبان فضائل واعمال اور رسومات — ۲۰

امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل — ۲۵

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز — ۲۸

جماعتی خبریں — ۳۰

اعلان داخلہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ — ۳۱

اپیل — ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ______ ۱۵۰/روپے

فی شمارہ ______ ۷/روپے

پاکستان ______ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

ایمان داری سے انجام بھی دینا چاہیے اور مفادات سے اوپر اٹھ کر اس فریضہ کو انجام دینا چاہیے۔ بلاشبہ خودغرضی سے پاک وصاف ہوکر ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ دراصل دوقوموں، جماعتوں یا شخصوں میں لڑائی اکثر حالات میں اسی لئے ہوتی ہے اوران کے درمیان اصلاح وصلح کی کوشش اسی وجہ سے بارآور نہیں ہوتی ہے کہ وہ دونوں فریق اپنے اپنے اغراض اور مفادات ومصالح کے لئے لڑنے لگتے ہیں اوراس کوانا اورضد کا معاملہ بنا لیتے ہیں۔ اب اگر یہی کام اس کے پنچ، حکم اورجج حضرات بھی کرنے لگیں کہ وہ اپنے اپنے مفادات کوترجیح دیں اورکسی ایک فریق کی درپردہ حمایت کریں خواہ وہ عرق ونسل، زبان وجغرافیہ یا دھرم اورازم کی بنیاد پر یاکسی اوروجہ سے، تو اصلاح کے بجائے فساد برپا ہوتا ہے اورمعاملہ اختلافات ونزاعات اورخصومات سے نکل کر ضرب وحرب اورمعرکہ آرائیوں میں بدل جاتا ہے اور زمین میں فساد اور خونریزی بڑھ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ صرف ایک نیت میں کھوٹ کی وجہ سے بڑے سے بڑا کام ونظام بگڑ جاتا ہے تو پھر جس میں فسادنیت کے ساتھ دیگر عوامل وعناصر شروفساد اورتعصّبات بھی جگہ لے لیں تو پھر دنیا کا کوئی مسئلہ کیسے حل ہوسکتا ہے؟

درحقیقت انصاف واصلاح کا کام صرف اعلیٰ اخلاق وکردار کے انسان ہی کرسکتے ہیں، جن کی پرورش وپرداخت صاف ستھرے ماحول، حسد وکینہ سے پاک ومعاشرہ اوراحترام انسانیت کی بنیاد پر ہوئی ہو، یاوہ کسی بھی معاشرے میں فطرت سلیمہ پر باقی رہ گئے ہوں اور ماحول ومعاشرہ ان پراثرانداز نہ ہوا ہو۔ یاتمام خرابیوں کے باوجود اس معاشرہ یاقوم میں وہ جوہر کسی نہ کسی بنیاد پر باقی اور قائم رہ گیا ہو۔ جیسا کہ قوم عرب لاکھ خرابیوں کے باوجود سخاوت، شجاعت، شہامت، وفاداری وجانثاری اوررشتہ داری کی بنیاد پر مستحکم تھی اوران خوبیوں کی وجہ سے وہ بہت سے داخلی وخارجی مشکلات سے نبردآزما بھی ہولیتی تھی اور مسائل کا حل بھی تلاش کرلیتی تھی۔ دوسری بڑی اہم اور بنیادی بات جوانسان کو ان تمام مشکلات سے نجات دلاتی ہے وہ ہے تزکیہ وتعلیم، اللہ تعالیٰ اوراس کے اسماء وصفات اوراس کے رب العالمین ہونے پرایمان، آخرت اور بدلے کے دن پریقین، اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کی فکر اور ڈر، اس کی مخلوق اوراس کے بندوں سے محبت اوران کے حقوق سے متعلق جواب دہی کا احساس شدید اور یہ کہ دنیا عارضی ہے، اس کی رونق دوروزہ ہے، اصلی اور باقی رہنے والی زندگی آخرت کی زندگی ہے اورسعادتِ دارین سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہ بات جس انسان کے اندر رچ بس گئی اوراس پرجس کا ایمان صادق اور یقین کامل ہوگیا، وہ سخت سے سخت حالات، مشکل سے مشکل اوقات اورانتہائی نازک اور پیچیدہ معاملات میں مفادات، رشتہ داریاں، کنبہ وقبیلہ، دین ودھرم اور رنگ ونسل جیسی رکاوٹوں اورحق وانصاف کی راہ میں حائل ہونے والے دیگراسباب ووجوہات کے اکٹھا ہوجانے کے باوجود بھی کسی کی حق تلفی نہیں کرسکتا۔ نہ بحیثیت فریق اور نہ بحیثیت حکم اور پنچ، بلکہ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرکے ہی دم لے گا۔ کسی قوم کی دشمنی اورکسی بھی دشمن جانی کے بارے میں لب کشائی کرتے ہوئے وہ انتہائی احساس ذمہ داری اورانصاف پروری سے کام لے گا اورعدل گستری کے تقاضے کو پورا کرے گا۔ ارشاد باری ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المائدہ:۸)

''کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پرآمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اوراللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

اب آپ گھر سے لے کر دنیا جہان تک نظر پسار کر دیکھ لیں کہ کیا ہرجھگڑے کے پیچھے خصوصا اس کے حل نہ ہونے اوراختلاف کے مزید بڑھنے میں ان بے ایمانیوں کا دخل نہیں ہے؟ غلط فہمی کی بنیاد پر جونزاعات کھڑے ہوتے ہیں، ایک تو وہ بہت کم ہوتے ہیں اور حقیقۃ الامر کا پتہ چلتے ہی انسان خود بخود دوڑا کرلیتا ہے اوراللہ والا اورمہذب انسان ہے تو معذرت بھی کرتا ہے۔ اورشدہ شدہ یہ بات اگراولیاء الامور اور حکام وقضاۃ تک پہنچ جائے تو وہاں حق وانصاف دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی بن کرسامنے آجاتا ہے۔ دوراول میں دومسلمانوں کا کسی قطعہ اراضی کے سلسلے میں اختلاف ہوا، وہ باہم جھگڑنے اور مارنے مرنے کے بجائے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوراپنا اپنا کچھ رکھا اوردعوی پیش کیا۔ مقدمہ دائر ہونے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے دونوں فریق کے بیانات لیے اور دونوں سے قضا وججمنٹ کے تقاضے کے مطابق شواہد ودلائل طلب کئے۔ دونوں نے اپنے اپنے بیانات درج کرائے اورثبوت وغیرہ پیش کئے۔ ان دلائل اورشواہد کی روشنی میں روئے زمین کی سب سے بڑی شخصیت اور نیک وبزرگ انسان نبی ﷺ نے اس مقدمہ کا فیصلہ ایک کے حق

میں سنادیا۔مگراس کے ساتھ ہی آپ نے لگے ہاتھوں نصیحت بھی کردی کہ دیکھو!تم ہمارے پاس اپنے معاملات ومسائل لے کرآتے ہواور میں دلیل وشواہد کی بنیاد پرفیصلہ سناتا ہوں۔ہوسکتا ہے کہ تم میں بعض انتہائی چرب زبان ہو اور وہ زور بیان اور بہتر وکالت کرلے جائے اور میں اس کی روشنی میں فیصلہ صادر کردوں (تو محض اس بنیاد پر کہ دنیا کی سب سے بڑی عدالت میں مجھ جیسے سب سے بڑے عدل گستر، انصاف پرور، سب سے زیادہ برحق فیصلہ کرنے والے صادق ومصدوق، امین، رحمۃ للعالمین اورامام الانبیاء کی طرف سے فیصلہ ہوگیا ہے تو وہ تمہارے لئے جائز وحلال ہوجائے گا تو ویسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ) میں نے اپنی زبان مبارک سے جو فیصلہ تمہارے حق میں زمین کے جس پلاٹ یا حصے کا کردیا ہے وہ درحقیقت اس پلاٹ کی شکل میں جہنم کا ایک حصہ تم کوالاٹ کردیا ہے۔یہ ایسی ویسی سرکار کا فیصلہ نہیں جو کاغذ پرثبت ہوکررہ جائے، یقینی ہے کہ یہ جودوزخ کے عذاب کاٹکڑاتم کودیا ہے وہ واقع ہوکررہے گا۔اب تم غور کرو کہ گوکہ یہ فیصلہ عدالت عظمی، محکمہ کبری، سپریم کورٹ اور دنیا کی سب سے بڑے ایوان سے صادر ہورہا ہے، مگرایمان وانصاف اور آخرت کی پکڑ سے دنیا کی چندروزہ چاندنی کے دھوکہ میں نہ رہو۔اگراپنی انا کومٹا کر پھراندھیری رات نہ چھاجانے کےخوف سےلرزکراور "یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ" اور "وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ" اور "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ" کےاحساس اورایمان کےتقاضے سےسرشار ہوکرعدالت علیا سے اپنے ملے ہوئےحق کواور جیتے ہوئے مقدمہ کواپنی عارضی ہار میں صرف بدلتا نہیں بلکہ زاروقطار روتا جاتا ہے اور جیتنے والا ہوکراپنے ہی خلاف عرضی داخل کرتا ہے کہ عدلیہ ہماری عرضی کالحاظ رکھےاور ہمارے بھائی کوکہ یہ حق اس کا ہے عطا کردے،تو دراصل ایسی جگہ ہی منصف انسان انصاف کرسکے گا۔یہاں گھریلو معاملات سے لےکربین الاقوامی سطح پردیکھ جائیے۔ایک تو دونوں فریق ایک دوسرے کی حق تلفی کے لئے ایڑی چوٹی کازورلگاتے ہیں، دوسرے اس میں نت نئے شوشے چھوڑتے ہیں۔خویش واقارب عقارب ثابت ہوتے ہیں اور مارآستین بن کرمحبت، اپنائیت، ہمدردی اور اجتماعیت کا دم بھرتے ہوئے حق کوقبول نہیں کرنے دیتے، وکیل صفائی اور پرجوش بھائی بن کر بڑی ڈھٹائی سے حق کوقبول نہ کرنے پر بڑی بے حیائی سے زور ڈالتے ہیں۔بھلا ایسے میں کیا انصاف مل سکتا ہے۔ظلمات بعضها فوق بعض کا سماں ہوتا ہے۔رنگ ونسل، جغرافیہ، برادری، مذہب ومسلک، دین دھرم، علاقائیت اوراپنائیت کے بہتیرے تعلقات جوڑے جاتے ہیں اور باطل پرجمے رہنے کے لئے ہزاروں جتن کئے جاتے ہیں۔ایسے میں اس زمین پرانصاف کب قائم ہوگا کہ مظلوم چین وآرام کی سانس لے؟ مزید برآں عدالت کے ایوانوں میں جوسازشیں رچی جاتی ہیں اورحکومت اور اقتدار کے نشے میں چور ہوکر انصاف پر ڈاکہ ڈالنے کامنصوبہ ایک الگ سردرد ہے۔خود عدلیہ کی اپنی ترجیحات، رجحانات اور معلومات، مال وجاہ رشوت اور منہ بھرائی جو اس وقت کی عدلیہ کا وطیرہ بڑے پیمانے پر ہوتا جارہا ہے، الا ماشاء اللہ، سے قطع نظر بذات خود عدالت میں بیٹھے ہوئے لوگ عالم الغیب تو نہیں ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان سے غلطی سرزد نہ ہو۔وہ خود ایک انسان ہونے کے ناطے مختلف کیفیات اور حالات سے دوچار ہوکر فیصلہ نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ سے کچھ کردیتے ہیں۔

عالمی تناظر میں بھی آپ غور کریں تو وہاں مختلف قسم کے مفادات اور مختلف قسم کے رجحانات کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔المیہ یہ ہے کہ لادینیت، دنیا داری، دنیا طلبی اور دنیا کوہی سب کچھ سمجھنے والی بڑی طاقتیں، جن سے کمزور اقوام انصاف کی امید رکھتی ہیں، ایک تو خود انصاف نہیں کرتیں اور دوسرے یہ کہ وہ اس حوالے سے اپنی طاقت اور اثرورسوخ کو کام میں نہیں لاتیں۔اس طرح انسانی حقوق یا دیگر امور ومعاملات سے متعلق اقوام عالم کے جوادارے ہیں خودان پراتنا دباؤ ہوتا ہے کہ وہ انصاف نہیں کرپاتے۔اس کی اہم وجوہات میں سے ایک اہم وجہ دنیا کا مختلف بلاکوں اور حصوں میں تقسیم ہونا اور بڑی طاقتوں کی آپس میں رسی کشی ہے۔کوئی لیفٹ ہے تو کوئی رائٹ ہے، تو کوئی ناوابستہ، اور سب کے مفادات بھی الگ الگ ہیں۔خاص طور پر کمزور طبقات اور ترقی پذیر ممالک میں سب اپنا اثرورسوخ بڑھانا چاہتی ہیں۔ان کے پیش نظر تجارتی، سماجی، تہذیبی، سیاسی مصلحتیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے حق وانصاف اکثر متاثر ہوتا ہے اور دنیا میں سرحدوں کے مسائل ہوں یا دوملکوں کے درمیان نظریاتی وسفارتی اختلافات ونزاعات، ان کے تدخل سے اور زیادہ بڑھتے اور حالات خراب ہوتے ہیں اور وہ کوششوں کے باوجود کسی نتیجے تک نہیں پہنچ پاتے ہیں، بلکہ مرض روز روز بڑھتا ہی جاتا ہے جوں جوں دوا کی جاتی ہے۔

☆☆☆

ترجمان

غلو ایک خطرناک مرض

مولانا آصف تنویر تیمی

"غلو" عربی زبان کا لفظ ہے،اردو میں اس کا آسان ترجمہ "حد کو پار کرنا" یا "کسی امر کو بڑھانا" سے کیا جا سکتا ہے۔قرآن کریم وسنت دونوں میں غلو کا لفظ وارد ہوا ہے۔قرآن کریم میں دو مقام پر غلو لفظ آیا ہے اور دونوں جگہ اہل کتاب (یہود ونصاری) کو اللہ تعالی نے خطاب کرکے انہیں ان کی اس غلطی کا احساس دلایا ہے۔احادیث میں بڑی وضاحت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو یہود کی صفت دین میں افراط وتفریط بلفظ دیگر غلو سے منع کیا ہے۔لیکن باوجود کہ قرآن وحدیث میں مسلمانوں کو غلو سے روکا گیا ہے مگر یہ روگ امت میں موجود ہے۔جس طرح سابقہ امتوں میں بزرگوں کی بے جا تعظیم وتقدیس کی وجہ سے اس مرض نے خطرناک روپ اختیار کیا تھا اور شرک جیسا گناہ وجود میں آیا آج بھی صالحین کی شان میں مبالغہ آرائی کی وجہ سے دین کی شکل وشباہت بگڑی ہوئی ہے۔لیکن مسلمان اس کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔بلکہ الٹا سمجھانے والوں کو پیغمبر اسلام،صحابہ،سلف صالحین اور بزرگان دین کا گستاخ کہا جاتا ہے۔حالانکہ گستاخی یہ ہیکہ کسی کا مقام کسی اور کو دے دیا جائے۔

ایک سچا مسلمان اپنی زندگی کے تمام مراحل میں احتیاط برتتا ہے۔کبھی وہ بے احتیاطی کا شکار نہیں ہوتا۔لیکن سب سے زیادہ دینی مسائل واحکام میں سنجیدگی اور ہوشیاری اختیار کرتا ہے۔ہر دینی عمل کو اسی طرح انجام دیتا ہے جیسا کہ شریعت نے حکم دیا ہے اس میں ذرہ برابر کمی کرتا ہے نہ زیادتی۔ہر کتاب وسنت کے بالمقابل کسی کے قول وقرار کو جائز نہیں خیال کرتا۔جیسا کہ اہل کتاب موشگافیاں کرتے اور اپنے علماء و درویشوں کو اپنا معبود بنا بیٹھے تھے جس کی تردید قرآن کریم میں موجود ہے۔

ذیل میں غلو کی ممانعت سے متعلق چند آیتیں اور حدیثوں کا ترجمہ ذکر کیا جارہا ہے جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ دین میں غلو حرام اور اس کے مرتکبین حد درجہ گنہگار ہیں۔نیز ایسے لوگوں کا انجام دنیا وآخرت میں بہتر نہیں ہے۔

(۱) اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ،اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو،مسیح عیسی بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالی کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا گیا تھا اور اس ک پاس کی روح ہیں اس لیے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہے،اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو،اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ قمطراز ہیں:"غلو کا مطلب ہے کسی چیز کو اس کی حد سے بڑھا دینا۔جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہ انہیں رسالت وبندگی کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر فائز کردیا اور ان کی اللہ کی طرح عبادت کرنے لگے۔اسی طرح عیسی علیہ السلام کے پیروکاروں کو بھی غلو کا مظاہرہ کرتے ہوئے،معصوم بنا ڈالا اور ان کو حرام وحلال کے اختیار سے نواز دیا"۔

"کلمۃ اللہ" کا مطلب یہ ہے کہ لفظ کن سے باپ کے بغیر ان کی تخلیق ہوئی اور یہ لفظ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے حضرت مریم علیہا السلام تک پہنچایا گیا۔روح اللہ کا مطلب وہ نفخہ (پھونک) ہے جو حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے حضرت مریم علیہ السلام کے گریبان میں پھونکا،جسے اللہ تعالی نے باپ کے نطفہ کے قائم مقام کردیا۔یوں عیسی علیہ السلام کا کلمہ بھی ہیں جو فرشتے نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور اس کی وہ روح ہیں،جسے لے کر جبریل علیہ السلام مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے"۔

"عیسائیوں کے کئی فرقے ہیں۔بعض حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ،بعض اللہ کو شریک اور بعض اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔پھر جو اللہ مانتے ہیں وہ "اُقانیم ثلاثۃ" (تین خداؤں) کے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ثالث ثلاثۃ (تین سے ایک) ہونے کے قائل ہیں۔اللہ تعالی فرمارہا کہ تین خدا کہنے سے باز آجاؤ،اللہ تعالی ایک ہے"۔ (احسن البیان،ص ۲۶۶/۲۶۷)

(۲) ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح (علیہ السلام) کو بھی،حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ قمطراز ہیں:"اس کی تفسیر حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے بخوبی ہو جاتی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سن کر عرض کیا کہ یہود ونصاری نے تو اپنے علماء کی کبھی عبادت نہیں کی،پھر یہ کیوں کہا گیا کہ،انہوں نے ان کو رب

بنالیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی۔لیکن یہ بات تو ہے نا، کہ ان کے علماء نے جس کو حلال قرار دیا،اس کوانہوں نے حلال اور جس چیز کوحرام کردیا،اس کوحرام ہی سمجھا۔یہی ان کی عبادت کرنا ہے''۔(صحیح ترمذی،للألبانی:۲۴۷۱) کیوں کہ حلال وحرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔یہی حق اگرکوئی شخص کسی اور کے اندر تسلیم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کو اپنا رب بنالیا ہے۔اس آیت میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جنہوں نے اپنے اپنے پیشواؤں کو تحلیل وتحریم کا منصب دے رکھا ہے اوران کے اقوال کے مقابلے میں وہ نصوص قرآن وحدیث کو بھی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے''۔(احسن البیان،ص۴۹۶)

(۳) نوح (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری تو نافرمانی کی اور ایسوں کی فرماں برداری کی جن کے مال واولاد نے ان کو (یقیناً) نقصان ہی میں بڑھایا ہے۔اوران لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا۔اورانہوں نے کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اورنسر کو (چھوڑنا)۔اورانہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا (الٰہی) تو ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا۔وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈبو دیے گئے اور جہنم میں پہنچادیے گئے اور اللہ کے سوا اپنا کوئی مددگار انہوں نے نہ پایا''۔(نوح:۲۱-۲۵)

علامہ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ آیت نمبر (۲۳) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:''یہ قوم نوح علیہ السلام کے وہ لوگ تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اوران کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا ہوتی رہی۔چنانچہ''ود'' دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کا،''سواع'' ساحل بحر کے قبیلہ ہذیل کا،''یغوث'' سبا کے قریب جرف جگہ میں مراد اور بنی غطیف کا،''یعوق''، ہمدان قبیلہ کا اور''نسر'' حمیر قوم کے قبیلہ ذوالکلاع کا معبود رہا۔

یہ پانچوں قوم نوح علیہ السلام کے نیک آدمیوں کے نام تھے،جب یہ مرگئے تو شیطان نے ان کے عقیدت مندوں کو کہا کہ ان کی تصویریں بنا کرتم اپنے گھروں اوردوکانوں میں رکھ لوتا کہ ان کی یادتازہ رہے اوران کے تصور سے تم بھی ان کی طرح نیکیاں کرتے رہو۔جب یہ تصویریں بنا کر رکھنے والے فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کی نسلوں کو یہ کہہ کر شرک میں ملوث کردیا کہ تمہارے آباء تو ان کی عبادت کرتے تھے جن کی تصویریں تمہارے گھروں میں لٹک رہی ہیں،چنانچہ انہوں نے ان کی پوجا شروع کردی''۔(احسن البیان،ص۱۶۲۲)

اسی کی طرف شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بھی اپنی مشہور تصنیف''کتاب التوحید''میں اشارہ کیا ہے:''**هذه أسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا أوحى الشيطان الى قومهم أن أنصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون فيها أنصابا. وسموها بأسمائهم ففعلوا ولم تعبد حتى اذا هلك اولئلك ونسي العلم عبدت**''.

ترجمہ:''یہ سب قوم نوح کے صالح لوگ تھے،جب وہ مرگئے تو شیطان نے ان کی قوم کو یہ بات سمجھائی کہ یہ نیک لوگ جس جگہ بیٹھتے تھے وہاں بطور یادگار پتھر نصب کرو اوراس پتھر کوان کے نام سے پکارو،سوانہوں نے ایسا ہی کیا۔جب اگلے لوگ مرگئے اور علم ان سے جاتا رہا تب ان کی اولاد نے ان یادگاروں کی پرستش شروع کردی''۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی تعریف میں نصاریٰ نے مبالغہ کیا تھا۔میں ایک بندہ ہوں،بس مجھے اللہ کا بندہ اوراس کا رسول کہو''۔(بخاری ومسلم)

(۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''غلو سے بچتے رہو کیوں کہ تم سے پہلے جتنے لوگ ہلاک ہوئے وہ سب غلو ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے''۔

(۶) صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ تکلف کرنے اورحد سے بڑھنے والے ہلاک ہوگئے۔

(۷) صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے ملک حبشہ میں نصاریٰ کا ایک گرجا دیکھا جس میں تصاویر بھی تھیں۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ چشم دید منظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،ان میں اگرکوئی صالح اور دین دار شخص فوت ہوجاتا تو یہ لوگ اس کی قبر کے پاس مسجد بنالیتے اور پھر اس مسجد میں فوت شدہ شخص کی تصویر بنا کر لٹکا دیتے تھے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس قسم کے افراد اللہ کی بارگاہ قدس میں بدترین لوگ شمار ہوتے ہیں۔

(۸) صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات کی علامات ظاہر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدت تکلیف سے اپنی چادر کبھی چہرہ انور پر ڈال لیتے اور کبھی چہرے کو کھلا رکھتے جب کھلا رکھتے تو فرماتے کہ یہود ونصاریٰ پر لعنت ہو انہوں نے انبیائے کرام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود ونصاریٰ کے اس کردار سے ڈرا رہے تھے۔اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ بنائے جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی عام صحابہ کی قبروں کی طرح ظاہر ہوتی۔

☆☆☆

کردار سازی: ایک ملی فریضہ

طارق اسعد/متعلم جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

ایک صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کی خشت اول افراد کی کردار سازی ہے، کوئی بھی سوسائٹی اس وقت تک مہذب نہیں ہوسکتی جب تک اس کے افراد کے اندر اعلی اخلاق اور عمدہ اوصاف نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم کی تعریف اس لیے فرمائی کہ ان کے اندر ایثار کا اعلی وصف تھا، چنانچہ وہ لوگ جب جنگ میں ہوتے اور ان کا توشہ ختم ہونے کے قریب ہوتا تو تمام افراد قبیلہ اپنے کھانے کو ایک ساتھ ملا دیا کرتے اور سب یکجا ہو کر کھاتے، اس طرح سے کھانے میں برکت بھی ہوا کرتی اور تمام افراد شکم سیر ہو جایا کرتے، رضی اللہ عنہم وارضاہ۔ (بخاری:۴۲۸۶)

قرآن وسنت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے کردار سازی پر انتہائی زور دیا ہے اور افراد امت کے تزکیہ وتربیت کی حد درجہ تاکید کی ہے، اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی افراد کی کردار سازی قرار دیا، چنانچہ فرماتے ہیں ''**بعثت لأتمم مكارم الأخلاق**'' (مسند احمد، الصحیحہ :۱/۷۵) یعنی میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔ ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کا مشن یہی تھا کہ شرک و بت پرستی کا خاتمہ ہو، زنا کاری، شراب نوشی، قمار بازی، قتل وغارت گری، ظلم وتعدی جیسی مذموم صفات کا خاتمہ ہو اور ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل ہو جس میں ہر فرد دوسرے سے مطمئن ہو، ایثار وقربانی اور ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ ہو اور تمام افراد معاشرہ سکون کی زندگی گزاریں، سچ کہا اللہ نے: ''**وكنتم على شفا حفرة من النار فأنقذكم منها**'' (آل عمران:۱۰۳)

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو جب رسالت کے لیے منتخب کیا اور آپ پر اسلام کی نشر واشاعت کی ذمہ داری ڈالی تو اس سے قبل بڑے لطیف انداز میں آپ کی کردار سازی کی اور آپ کو نہ صرف اعلی اوصاف سے متصف کیا بلکہ ہر قسم کے رذائل، خبائث اور شر وشر سے محفوظ رکھا، بچپن ہی میں آپ کا سینہ چاک کر کے قلب اطہر کی مکمل صفائی کی گئی، عفت وحیا کا مادہ اس قدر راسخ کیا گیا کہ محض شرمگاہ کھلنے کے تصور سے ہی آپ بیہوش ہو گئے، کبھی لہو ولعب کے محفلوں تک کا رخ نہیں کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کیا خوب ترجمانی کی ہے: فرماتی ہیں: ''واللہ! آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولتے، عاجز و بے درماں افراد کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصائب زمانہ پر لوگوں کی معاونت کرتے ہیں'' آپ کی کردار سازی کا بلند مرتبہ دیکھیے کہ اہل مکہ آپ کو صادق و امین کے لقب سے ملقب کرتے تھے، اپنے جھگڑوں کا فیصل بناتے تھے، اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔ چنانچہ جب آپ اخلاق کے اس اعلی مرتبت پر پہنچے تو اللہ رب العزت نے آپ کو سرٹیفکیٹ عطا کیا: ''وإنك لعلى خلق عظيم''

مت سہل ہمیں جانو! پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

چنانچہ جب اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کی کردار سازی مکمل کر دی اور اعلی اخلاقی سند سے نوازا تو آپ علیہ السلام پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ اپنے صحابہ وتبعین کی کردار سازی کریں، ان کا تزکیہ وتربیت کریں، ارشاد باری ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍ﴾ آل عمران:۱۶۴

چنانچہ اسی نہج پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی شخصیت سازی کی، انہیں مکارم اخلاق سے متصف کیا، وہی عرب معاشرہ جو کل تک بداخلاقی کے عمیق گڈھے میں گرا ہوا تھا، شراب نوشی اور قمار بازی میں بدمست تھا، ظلم وتعدی اور فساد وعدوان اس کی سرشت میں داخل تھا، زنا کاری اور بدکاری اس کی گھٹی میں پڑی تھی، غیض وغضب، جنگ وخونریزی اور انتقام اس کا معمول تھا، یکایک اس معاشرہ کی کایا پلٹ گئی، پوری سرزمین عرب نور الہی کے فیضان سے جگمگا اٹھی، ہر طرف سکھ کی بانسری بجنے لگی، وہی ہاتھ جن سے کل تلک اپنے بھائیوں کے اموال پر دست درازی ہوا کرتی تھی آج دست ہائے شفقت میں تبدیل ہو گئے، وہ تلواریں جو ایک دوسرے کے خون کی پیاسی تھیں اب مسلمانوں کے دفاع میں استعمال ہونے لگیں، وہ جوش وولولہ جو ہمیشہ قبیلہ اور باطل کی حمایت میں ٹھاٹھیں مارتا تھا اب حق اور اسلام کی بالادستی کے لیے کوشاں رہنے لگا، وہ معاشرہ جہاں ذات پات اور تمیز بندہ وآقا کی گھناؤنی بیماری رچی بسی تھی اب وہاں شاہ وگدا اور غلام ومالک ایک ہی صف میں دست بستہ نظر آنے لگے۔

ان تمام تر انقلابی وآفاقی تبدیلیوں پر آپ نظر ڈالیں اور ان کے عوامل پر غور کریں تو اس نتیجہ پر پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی کہ اس کی ابتدا افراد کی کردار سازی اور ان کی اخلاقی تربیت سے ہی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے صحابہ کرام کا تزکیہ کیا، ان کی روحانی تربیت کی، انہیں اعلی اسلامی اخلاق سے متصف کیا، عفو ودرگذر، شرم وحیا، حسن

معاملت، مواخاۃ ومواساۃ اور شفقت ومودت کی تعلیم دی اور حسن اخلاق کے اکتساب پر ابھارا، چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''**إن المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم** ''(ابوداؤد، صححہ الالبانی، الصحیحۃ:۱۹۳۲) کہ ایک بندہ مومن محض حسن اخلاق کے سبب روزے دار اور قیام اللیل کرنے والا کے رتبے کو پہنچ جاتا ہے، اسی طرح آپ نے یہ بھی وضاحت کردی کہ''**اكثر ما يدخل الجنة تقوى الله و حسن الخلق** ''جنت میں سب زیادہ داخل کرنے والی چیز تقوی اور حسن اخلاق ہے، بلکہ آپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ'' **ما من شيء أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من حسن الخلق** ''(صحیح الجامع الصغیر:۵۳۵) قیام کے دن مومن کے ترازو میں حسن اخلاق سے وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ نیز آپ نے حسن اخلاق سے متصف افراد کو اپنی معیت کی بشارت سناتے ہوئے فرمایا:''**إن أقربكم مني مجلسة يوم القيامة أحسنكم أخلاقا** ''(الصحیحۃ:۱۱۷۶) قیامت کے روز مجھ سے قریب ترین وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ بااخلاق ہوں گے۔''

اسلام کے فلسفہ کردار سازی پر غور کرنے سے ایک اور نکتہ آفرینی کا پتہ چلتا ہے کہ شریعت نے تزکیہ وتربیت کے باب میں تدریج کا پہلو مدنظر رکھا ہے اور وقفہ وقفہ سے اخلاقی امور کی تعلیم نیز رذائل سے اجتناب کی تلقین کی ہے، چنانچہ شراب کی حرمت یکلخت نہیں نازل ہوئی، بلکہ پہلے اس کے نقصانات ومفاسد بیان کیے گئے، پھر حالت نماز میں شراب نوشی کو ممنوع قرار دیا گیا، تب اس کے بعد جاکر شراب نوشی کو بالکلیہ حرام ٹھہرایا گیا، نماز کی فرضیت سن دس نبوت میں نازل ہوئی، روزہ سن دو ہجری او رحج سن نو ہجری میں فرض ہوا، اسی طرح سے قرآن مجید کا نزول ۲۳ سال کی مدت میں وقفہ وقفہ سے ہوتا رہا۔ یہ تمام امور اسلام کے فلسفہ کردار سازی کی دقت اور باریک بینی پر دلالت کرتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ وہ بری عادتیں جو عرب کی گھٹی میں پڑی تھیں اور خون میں رچی بسی تھیں انہیں یک بیک ختم کرنا ناممکن تھا، چنانچہ اسلام نے تدریج کا پہلو اختیار کرکے آہستہ آہستہ انہیں اخلاق حسنہ کا خوگر بنایا اور رذائل وخبائث سے دور کیا۔

نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کس طرح سے افراد امت کی کردار سازی کیا کرتے تھے اور ان کی تربیت کے لیے کوشاں رہتے تھے سیرت کی کتابیں اس کے ذکر سے بھری پڑی ہیں، ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صغرسنی میں صدقہ کی کھجوریں کھالیں، فوراً آپ ﷺ نے ان کی تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اسے تھوک دو، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ کا سامان نہیں کھاتے ہیں؟''(متفق علیہ) اسی طرح حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ جو ابھی چھوٹے تھے، کھانا کھاتے وقت ان کا ہاتھ پلیٹ میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا، آپ نے انہیں نصیحت کی کہ اے بچے! جب کھانا کھاؤ تو بسم اللہ پڑھ لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے لقمہ اٹھاؤ۔(سلسلۃ الأحاديث الصحيحة :۳۳۴) ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ سواری پر سوار ہوئے تو آپ نے موقع دیکھ کر انہیں نصیحت کی:''**احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك ...الحديث** ''(مسند احمد، ترمذی، صحیح الجامع:۷۹۵۷) تم اللہ کے فرائض کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور اس کے سبب تمہیں اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا، لوگ لپک کر اسے روکنے کے لیے دوڑے، آپ نے فرمایا: اسے قضائے حاجت کر لینے دو، جب وہ فارغ ہوگیا تو آپ نے نجاست کی جگہ پر پانی ڈلوایا اور پھر اس دیہاتی کو بلا کر سمجھایا کہ یہ جگہ ذکر واذکار، تلاوت اور نماز کے لیے ہے، اس میں پیشاب پاخانہ کرنا درست نہیں ہے، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نہ اسے ڈانٹا ڈپٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا بلکہ بڑی شفقت سے اسے اسلامی اخلاق کی تعلیم دی۔(صحیح مسلم:۲۸۵)

اسلامی عبادات پر اگر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ تمام عبادتوں میں کردار سازی کے پہلو کی خاص رعایت کی گئی ہے، چنانچہ عبادات کا مقصد جہاں ایک طرف اللہ کی رضا وخوشنودی کا حصول ہے تو دوسری طرف ان کے ذریعہ مسلمانوں کا تزکیہ وتربیت بھی مقصود ہے، نماز کی فرضیت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ ذکر کیا گیا کہ'' **إن الصلاة تنهى عن الفحشاء و المنكر** ''کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے، روزے کا مقصد بیان کیا گیا کہ'' **لعلكم تتقون** ''اس کا مقصد تقوی ہے، اور اسی طرح سے زکاۃ کا یہ فلسفہ بیان کیا گیا کہ''**خذ من أموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها** ''کہ زکاۃ کے اموال سے مسلمانوں کا تزکیہ وتطہیر کیجیے۔ حج کے دوران یہ تاکید کی گئی کہ ''**فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج** ''۔ گویا ان تمام تر عبادات میں افراد کی کردار سازی اور ان کی روحانی تربیت کو بھی بخوبی مدنظر رکھا گیا ہے۔

پس اہل معاشرہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس پہلو پر خصوصی توجہ دیں، شرعی تعلیمات کی روشنی میں افراد کی کردار سازی کا عمل انجام دیں، ہر شخص کو یہ چیز بخوبی معلوم ہونی چاہیے کہ اس کے کندھوں پر تزکیہ وتربیت کی عظیم ذمہ داری ہے:''**كلكم راع و كلكم مسئوول عن رعيته**'' ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس کے ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی، نیز''**من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه و إن لم يستطع فبقلبه** ''کے تحت زبان وبیان اور طاقت وقوت سے برائی کو روکنے کی کوشش کرے، اس طرح سے ایک صالح اسلامی معاشرہ کی تعمیر ممکن ہوگی اور پورا سماج اسلامی اخلاقی تعلیمات سے منور ہوگا۔

☆☆☆

خودکشی کی بڑھتی وبا اور اسلامی تعلیمات

تسلیم حفاظ عالی

اللہ تعالی نے انسانی جان کونہایت ہی محترم بنایا ہے۔تحفظِ جان اسلام کے پانچ بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔عام حالات میں حرام اشیاء کا استعمال اسلام میں نہایت ہی سنگین جرم ہے۔لیکن اضطراری کیفیت میں حفاظتِ جان کے لیے بقدر ضرورت ان کا تناول جائز ہے۔کتاب وسنت کے متعدد مقامات پر انسانی جان کی قدر وقیمت کی توضیح اور اسے ضائع نہ کرنے کی ہدایات وتعلیمات موجود ہیں۔دراصل ان تعلیمات سے لاعلمی ودوری اور باطل ومایوس کن افکارونظریات اور فلمی کلچر سے انفعال وتاثر کی بنا پر خودکشی دن بدن ایک فیشن اور وبا کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔ازدواجی زندگی میں ان بن کی صورت میں خودکشی،قبل از نکاح حرام وناجائز محبت میں ناکامی کی صورت میں خودکشی،تجارت وکاروبار میں نقصان کی صورت میں خودکشی، امتحانات میں ناکام ہونے کی صورت میں خودکشی،خانگی معاملات میں رنجیدگی کی صورت میں خودکشی۔غرض کہ اس حرام وبزدلانہ عمل کو قنوطیت زدگان نے ایک فیشن بنادیا ہے۔آئے دن خودکشی کی خبریں اخبارات کی سرخیاں بن رہی ہیں۔سوشل میڈیا نے تو مزید امکانات پیدا کردیے ہیں۔اب خودکشی کا مرتکب لائیو آکر یا ویڈیو بنا کر خودکشی کا دل خراش منظر لوگوں کو دکھاتا ہےاور یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ ایک جرات مندانہ اقدام کرنے جارہا ہے۔حالاں کہ معمولی عقل ومنطق رکھنے والے کو بھی پتہ ہے کہ یہ پرلے درجے کا بزدلانہ عمل ہے۔بہادر تو وہ ہے جو مسائل ومشکلات سے راہ فرار اختیار کرکے اپنے آپ کو دردناک موت کے حوالے کرنے کی بجائے،ان کا سامنا کرے،زمانے کے چیلینجز کا ڈٹ کر مقابلہ کرے،زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے کی بھرپور کوشش کرے اور مصائب وآلام سے نجات کی سبیل تلاش کرے۔

دنیا کا نظام یہ ہے کہ اس میں انسان کو کبھی سکھ ملیگا تو کبھی دکھ،کبھی فرحت وسرور کے لمحات میسر ہوں گے تو کبھی مصیبت وتکلیف کی گھڑیاں،کبھی صحت وتندرسی کی دولت سے انسان سرفراز ہوگا تو کبھی اسے مرض اور فسادِ صحت سے دوچار ہونا پڑے گا۔سکھ کے وقت شکرگزاری اور دکھ کیوقت صبر وشکیبائی ہی مومنانہ کردار ہے۔خوشی کے وقت اترانا اور پریشانی کے وقت ہمت ہار کر واویلا مچانا کافرانہ وقنوطیانہ شیوہ ہے۔

انسان ہرگز یہ نہ سمجھے کہ اپنی جان اپنی مرضی ،جیسے چاہوں گا اس میں تصرف کروں گا۔بلکہ جان اللہ تعالی کی امانت ہے،اس میں ہر طرح کا تصرف صرف اور صرف اسی کے اختیار میں ہے۔اس نے کسی کو یہ اختیار دیا ہی نہیں کہ وہ اپنی یا دوسرے کی جان کو کسی طرح کا نقصان پہنچائے۔اللہ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء:29)

اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو،یقیناً اللہ تعالی تم پر نہایت مہربان ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدۃ:32)

جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو،قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا۔

دنیا کے مصائب وآلام کی تاب نہ لاکر اپنے آپ کو ہلاک کرلینے والا یہ سمجھتا ہے کہ اسے نجات مل گئی۔حالاں کہ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ فطرت کے اختیارات میں مداخلت کی پاداش میں اس نے اپنے آپ کو مزید سنگین عذاب وعقاب میں مبتلا کرلیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

من تردى من جبل فقتل نفسه، فهو فى نار جهنم يتردى فيه خالدا مخلدا فيها أبدا، ومن تحسى سما فقتل نفسه، فسمه فى يده يتحساه فى نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا، ومن قتل نفسه بحديدة، فحديدته فى يده يجأبها فى بطنه فى نار جهنم خالدا فيها أبدا.(بخاری:5778)

جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا،ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔اور جس شخص نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ میں کھاتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

الذى يخنق نفسه يخنقها فى النار والذى يطعنها يطعنها فى النار (بخاری:1365)

جو شخص خود اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرلیتا ہے وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا۔اور جو اپنے بدن میں کوئی ہتھیار گھونپ کر خود کو ختم کرلیتا ہے تو دوزخ میں بھی اسی

ہتھیار کے ذریعے اپنے آپ کو تکلیف دیتا رہے گا۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ومن قتل نفسه بشئی عذب به فی نار جهنم (صحیح بخاری:1605)

اور جس شخص نے کسی بھی چیز کے ساتھ خود کشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جاتا رہے گا۔

خود کشی کس قدر سنگین جرم ہے اس کا اندازہ درج ذیل واقعے سے آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية واستعمل عليهم رجلا من الأنصار، وأمرهم أن يسمعوا له ويطيعوا، فأغضبوه فى شئ، فقال: اجمعوا لى حطبا فجمعوا له، ثم قال: أوقدوا نارا فأوقدوا، ثم قال: ألم يأمركم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تسمعوا لى وتطيعوا؟ قالوا: بلى قال: فادخلوها قال: فنظر بعضهم الى بعض، فقالوا انما فررنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من النار. فكانوا كذلك، وسكن غضبه، وطفنت النار، فلما رجعوا، ذكروا ذلك للنبى صلى الله عليه وسلم، فقال: لو دخلوها ما خرجوا منها، انما الطاعة فى المعروف (صحیح مسلم:1840)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور اُس کا امیر انصار کے ایک آدمی کو مقرر فرمایا اور لشکر کو یہ حکم دیا کہ وہ امیر کے احکام سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔(اتفاق سے) وہ امیر اُن پر کسی چیز سے ناراض ہوگیا اور اس نے کہا: میرے لیے لکڑیاں جمع کرو۔لشکر نے لکڑیاں جمع کیں تو اس نے کہا: آگ جلاؤ۔انھوں نے آگ جلائی، تو امیر نے کہا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! امیر نے حکم دیا: تو پھر اس آگ کے اندر کود جاؤ۔راوی بیان کرتے ہیں: اس پر وہ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔اُن میں سے بعض نے کہا: آگ ہی سے بچنے کے لیے تو ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے (پھر کیوں اس میں داخل ہوں)؟ ابھی وہ اسی کشمکش میں تھے کہ امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور آگ بجھا دی گئی۔پس جب وہ لوٹے تو اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعے کا ذکر کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اس کے اندر داخل ہو جاتے تو کبھی اس سے باہر نہ نکلتے کیونکہ اطاعت تو صرف نیک باتوں میں لازم ہے۔

اس واقعے کے اندر ان فروشندگانِ ضمیر اور تاجرانِ دین کے لیے سامانِ عبرت ہے جو کم سن نوجوانوں کی برین واشنگ (washing brain) کرکے اور انھیں شہادت اور جنت کے سبز باغ دکھا کر خود کش حملوں کے لیے تیار کرتے ہیں۔اسی طرح اس میں ان نوجوانوں کے لیے بھی درس عبرت ہے جو اپنے نام نہاد اور فریب کار لیڈروں کے جھانسے میں آ کر اپنی دنیا وآخرت دونوں کو برباد کر لیتے ہیں۔ایسے دین بیزار لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے خود کشی کرنے والے کے لیے جہنم کی دائمی سزا مقرر کی ہے۔حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كان فيمن كان قبلكم رجل به جرح، فجزع فأخذ سكينا، فحز بها بيده فما رقأ الدم حتى مات، قال الله تعالى: بادرنى عبدى بنفسه حرمت عليه الجنة (بخاری:3463)

تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی زخمی ہوگیا۔اس نے بے قرار ہو کر چھری لی اور اپنا زخمی ہاتھ کاٹ ڈالا۔جس سے اس کا اتنا خون بہا کہ وہ مر گیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے خود فیصلہ کرکے میرے حکم پر سبقت کی ہے، لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کردی۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ان رجلا ممن كان قبلكم، خرجت به قرحة، فلما آذته انتزع سهما من كنانته، فنكأها، فلم يرقأ الدم حتى مات فقال الله: عبدى بادرنى بنفسه، حرمت عليه الجنة (صحیح الجامع:2082)

پچھلی امتوں میں سے کسی شخص کے جسم پر ایک پھوڑا نکلا، جب اس میں زیادہ تکلیف محسوس ہونے لگی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اس پھوڑے کو چیر ڈالا جس سے مسلسل خون بہنے لگا اور نہ رکا۔اس کی وجہ سے وہ شخص مر گیا۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے جلدی بازی کی۔میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔

اسلام میں جہاد کی کس قدر اہمیت وفضیلت ہے اور وہ مجاہد جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اس کا درجہ کس قدر بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ کس قدر انعامات واکرامات کا مستحق ہے ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں۔لیکن میدانِ جنگ میں بھی اگر کوئی شخص اپنے بدن کے زخموں کی ٹیس کو برداشت نہ کرکے خود کو فنا کر لیتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی خود کشی پر محمول کیا جائے گا اور وہ عقاب کا مستحق قرار پائے گا۔چناں چہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا اور فریقین میں خوب لڑائی ہوئی، پھر (شام کے وقت) ہر فریق اپنے لشکر کی جانب واپس لوٹ گیا۔مسلمانوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو کسی اِکا دُکا مشرک کو زندہ نہ چھوڑتا بلکہ پیچھا کرکے اسے تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج جتنا کام فلاں نے

دکھایا ہے اتنا اور کسی سے نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو جہنمی ہے۔ پس لوگ کہنے لگے کہ اگر وہ جہنمی ہے تو ہم میں سے جنتی کون ہوگا! مسلمانوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا: میں صورتِ حال کا جائزہ لینے کی غرض سے اس کے ساتھ رہوں گا خواہ یہ تیز چلے یا آہستہ۔ یہاں تک کہ وہ آدمی زخمی ہوگیا، پس اس نے مرنے میں جلدی کی یعنی اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور نوک اپنے سینے کے درمیان میں رکھ کر خود کو اس پر گرا لیا اور یوں اس نے خودکشی کرلی۔ جائزہ لینے والے آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: بات کیا ہوئی ہے؟ اس شخص نے سارا واقعہ عرض کردیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ایک آدمی جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے جیسا کہ لوگ دیکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جہنمی ہوتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں وہ جہنمیوں جیسے کام کرتا رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ جنتی ہوتا ہے۔ (بخاری:3970)

دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں تھے، ہم لوگوں میں ایک شخص تھا جس کا شمار مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخمی ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو آج بہت بہادری سے لڑا اور اب وہ مر چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخ میں گیا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تہ تک نہ پہنچ سکے اور) قریب تھا کہ وہ شکوک وشبہات کا شکار ہوجاتے۔ اتنے میں کسی شخص نے آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ شخص ابھی مرا نہیں تھا لیکن بہت زخمی تھا، رات کے آخری حصہ میں وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کرسکا تو اس نے خودکشی کرلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلوا کر لوگوں میں اعلان کروایا کہ جنت میں صرف مسلمان جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسقوں کے ذریعے بھی تقویت دیتا رہتا ہے۔ (صحیح مسلم:111)

خودکشی کس قدر ناپسندیدہ اور سنگین جرم ہے اس کا اندازہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین کے اس عملِ سبق آموز سے بھی ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراپا رحمت ہونے کے باوجود خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی۔ حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنے بدترین دشمنوں کے لیے بھی دعا فرمائی اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح حکم نہیں آگیا کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی انکار نہیں فرمایا۔ اس حوالے سے درج ذیل دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال: أتی النبی صلی الله علیه وسلم برجل قتل نفسه بمشاقص، فلم یصل علیه (مسلم رقم:978)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو لایا گیا جس نے اپنے آپ کو نیزے سے ہلاک کرلیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

عن جابر بن سمرة رضی الله أن رجلا قتل نفسه بمشاقص، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : أما أنا فلا أصلی علیه (صحیح النسائی:1963)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے تیر کے ذریعے خودکشی کرلی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

مذہب اسلام کے اندر انسانی جان کی بڑی قدر وقیمت ہے۔ کسی کو بھی یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ وہ بلا کسی شرعی سبب کے دوسرے کی جان لے یا زندگی کے مصائب وآلام سے گھبرا کر اپنی جان کے اتلاف کا مرتکب بنے۔ انسانی جان کے تحفظ کے سلسلے میں اسلام کی سنہری اور موثر تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان پورے طور پر تمام شعبہ ہائے زندگی میں ان تعلیمات کی مکمل پیروی کرے۔ سکھ کے لمحات میں خالقِ کائنات کی شکر گزاری کرے اور دکھ کی گھڑیوں میں صبر وشکیب کا مظاہرہ کرے۔ یہی مومنانہ طرز حیات ہے اور اسی اسلوبِ زندگی کو اختیار کرکے ہم دنیا کے شدائد ومشکلات سے نبرد آزما اور فلاحِ آخرت سے ہم کنار ہوسکتے ہیں۔

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	36/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	36/-
چمن اسلام سوم	40/-
چمن اسلام چہارم	40/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	232/-

شراب نوشی کا مالی واخلاقی نقصان اور اخروی انجام

مولانا ابو حمدان اشرف فیضی

مالی نقصان: شراب ونشہ کا عادی انسان اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے لئے بے دریغ پیسے لٹاتا ہے، بعض نوجوان ایک ایک دن میں نامعلوم تعداد میں سگریٹ نوشی اور گٹکھا خوری کرتے ہیں اور بعض تو اس قدر عادی ہوتے ہیں کہ اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے پیسے نہ ملنے پر چوری بھی کرتے ہیں، بیوی کا زیور بیچ ڈالتے ہیں، یہ کیسی حماقت کی بات ہے کہ ایک انسان مال بھی خرچ کرتا ہے وہ بھی اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے، اپنی صحت کو برباد کرنے کے لئے اور یہ سب شعور وآگہی کے ساتھ، اللہ المستعان، یہ اسراف اور فضول خرچی ہے، جس سے منع کیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (الاسراء:۲۶-۲۷) اور اسراف اور بے جا خرچ، یعنی فضول خرچی سے بچو۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (الأعراف:۳۱) اور کھاؤ پیو اور حد سے مت نکلو۔ اور اسراف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، حدیث میں ہے: كلوا وتصدقوا، والبسوا في غير اسراف ولا مخيلة (سنن النسائي: كتاب الزكاة، الاختيال في الصدقة: ۲۵۵۹، حسن) کھاؤ، صدقہ کرو، اور پہنو، لیکن اسراف (فضول خرچی) اور غرور گھمنڈ سے بچو۔ اسی طرح حدیث میں مال ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: ان الله كره لكم ثلاثا، قيل وقال، واضاعة المال، وكثرة السؤال. (صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب النهي عن كثرة السائل من غير حاجة: ۵۹۳) اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے: ایک بے فائدہ گفتگو، دوسرے مال کو تباہ کرنا (بے جا خرچ کرنا) تیسرے زیادہ سوالات کرنا۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنا مال ایسی جگہ خرچ کریں جہاں ان کے دین اور دنیا کی بھلائی ہو، پاکیزہ اور صحت بخش اشیاء کا استعمال کریں اور مال کو ضائع نہ کریں کیوں کہ قیامت کے دن مال سے متعلق ہم سے دوسوال ہوں گے: مال کہاں سے کمائے اور کہاں خرچ کیے، لہٰذا مال کے آمد وخرچ میں احتیاط سے کام لیں تاکہ دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی سے محفوظ رہیں۔

اخلاقی نقصانات: شرابی اور نشہ کا عادی انسان اپنا وقار اور اپنی انسانیت کھو بیٹھتا ہے، سماج اور معاشرے میں اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، نشہ کی حالت میں وہ ایک دوسرے سے لڑائی، جھگڑا، مار پیٹ، گالی گلوچ، بحث ومباحثہ کرتا ہے، گلی محلّہ اور پاس پڑوس کے لوگ بھی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہتے، گھر میں بیوی بچے ڈرے اور سہمے رہتے ہیں، اس گندی عادت نے کتنے آباد گھروں کو اجاڑ دیا، کتنے خاندان بکھر گئے، بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوگئیں، بلکہ زندگی ہی میں بچے یتیم اور بیوی بیوہ نظر آتی ہے، نشہ کی حالت میں انسان جب گھر لوٹتا ہے تو ماں کو ماں نہیں سمجھتا، بیٹی کو بیٹی نہیں۔

اسی طرح نشے کی حالت میں دوسروں کی املاک کو نقصان پہنچاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی کے موقع پر مجھے ایک جوان اونٹنی غنیمت میں ملی تھی اور ایک دوسری اونٹنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی تھی۔ ایک دن ایک انصاری صحابی کے دروازے پر میں ان دونوں کو اس خیال سے باندھے ہوئے تھا کہ ان کی پیٹھ پر اذخر (عرب کی ایک خوشبودار گھاس جسے سنار وغیرہ استعمال کرتے تھے) رکھ کر بیچنے لے جاؤں گا۔ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی میرے ساتھ تھا۔ اس طرح (خیال یہ تھا کہ) اس کی آمدنی سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کروں گا۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اسی (انصاری کے) گھر میں شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی بھی تھی۔ اس نے جب یہ مصرعہ پڑھا: ہاں اے حمزہ! اٹھو، فربہ جوان اونٹنیوں کی طرف" (بڑھ) حمزہ رضی اللہ عنہ جوش میں تلوار لے کر اٹھے اور دونوں اونٹنیوں کے کوہان چیر دیے۔ ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ اور ان کی کلیجی نکال لی (ابن جریج نے بیان کیا کہ) میں نے ابن شہاب سے پوچھا، کیا کوہان کا گوشت بھی کاٹ لیا تھا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ ان دونوں کے کوہان کاٹ لیے اور انہیں لے گئے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ میں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپ تشریف لائے۔ زید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ نبیؐ جب حمزہؓ کے پاس پہنچے اور آپؐ نے خفگی ظاہر کی تو حمزہؓ نے نظر اٹھا کر کہا: تم سب میرے باپ دادا کے غلام ہو۔ نبی کریم ﷺ الٹے پاؤں لوٹ کر ان کے پاس سے چلے آئے۔ (صحیح البخاری: باب في الشرب، باب بيع الحطب والكلأ: ۲۳۷۵) یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا قصہ ہے۔

طبی نقصانات: شرعی احکام میں بندوں کی مصلحتوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے، بندوں کے لئے جو چیزیں مفید ہیں وہ حلال ہیں اور جو چیزیں نقصان دہ ہیں وہ حرام ہیں، اسلام صحت کی حفاظت پر زور دیتا ہے، اسلام میں وہ تمام چیزیں حرام ہیں جو ہماری صحت کے لئے مضر ہوں جیسے: مردہ، خون، خنزیر کا گوشت وغیرہ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ " (البقرہ:۱۷۳) تم پر مردہ اور (بہاہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے۔

اسی لئے شریعت اسلامیہ نے طیبات کو حلال کیا اور خبائث کو حرام کیا، ارشاد ربانی ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ " (البقرہ:۱۶۸) لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں ان میں سے کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف:۱۵۷) اور پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: فکل ما نفع فهو طيب وكل ما ضر فهو خبيث (القواعد الفقيهة المستخرجة من اعلام الموقعين لابن القيم: ۲۹۲) ہر نفع بخش چیز طیب ہے اور ہر نقصان دہ چیز خبیث ہے۔ بلاشبہ شراب اور نشہ آور تمام چیزیں خبائث کی قبیل سے ہیں۔

شراب کی عادت انسان کے اندر مہلک بیماریوں کو جنم دیتی ہے، اعضاء رئیسہ برباد ہوجاتے ہیں، شراب کی وجہ سے لاحق ہونے والی بعض بیماریاں درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کے استعمال سے دانت خراب ہوجاتے ہیں اور منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔

۲۔ ماہرین کے نزدیک تمباکو وغیرہ میں بے حد زہریلے اجزاء نکوٹین، فیرفورال، پاسٹریڈن وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہ زہریلے اجزا انسانی جسم پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں اور فاسد مادے پیدا کرتے ہیں ان کے استعمال سے خون کا رنگ متاثر ہوتا ہے، خون زردی مائل اور پتلا ہوجاتا ہے۔

۳۔ اس سے عضلات کمزور اور ڈھیلے ہوجاتے ہیں۔

۴۔ منشیات کے زیادہ استعمال سے جسم کے افعال میں بے ترتیبی پیدا ہوتی ہے، معمولی محنت سے انسان کی سانس پھولنے لگتی ہے، اس سے دل کا دس فیصدی کام بڑھ جاتا ہے۔

۵۔ ان سے پھیپھڑوں کے مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں انسان کے سونگھنے کی طاقت کم ہوجاتی ہے۔

۶۔ ان کے استعمال سے معدہ آنتوں کی اندرونی سطح پر ایک قسم کا چپک دار مادہ جمع ہوجاتا ہے جو ان کی ساخت کو متاثر کرتا ہے اس سے معدہ خراب اور بھوک کم ہوجاتی ہے۔

۷۔ تمباکو، سگریٹ، نسوار وغیرہ مسلسل لگاتار استعمال کرنے سے یہ سرطان کا باعث بنتے ہیں، بلکہ کینسر کی سترہ اقسام ہیں جن کی وجہ تمباکو کا استعمال ہے۔ ان میں منہ، جلد، گلے، سینے، پھیپھڑے، معدے، مثانہ وغیرہ کا کینسر شامل ہے۔

۸۔ ان کے استعمال سے بصارت وبینائی کم ہوجاتی ہے۔

۹۔ ان کے استعمال سے انسان کے اندر چڑچڑاپن، غصہ، سستی، ضد، ڈر، خوف اور بدمزاجی پیدا ہوجاتی ہے۔

۱۰۔ ان کا استعمال رعشہ، نزلہ، زکام کا بہت بڑا سبب ہے۔ (ماہنامہ: دارالعلوم، شمارہ ۱۲/ جلد: ۱۰۵، ربیع الثانی، جمادی الاولی: ۱۴۴۳ھ مطابق دسمبر: ۲۰۲۱ء)

الغرض جسم کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو شراب اور نشہ سے متاثر نہ ہو۔ اطباء اس بات پر متفق ہیں کہ شراب ومنشیات ایک سست رفتار زہر ہے جو آہستہ آہستہ انسان کو کھوکھلا اور لاغر کردیتا ہے اور اسے موت کے قریب پہنچادیتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ماہرین کی بعض طبی تحقیقات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ایک جرمن طبیب کا کہنا ہے: اقفلوا الی نصف الحانات أضمن لكم الاستغناء عن نصف المستشفيات والملاجى والسجون (انظر: مجلد الهداية الاسلامية: ۴/ ۲۱۴، تفسير المنار: ۳۲۶) تم شراب کی دوکانوں میں سے آدھی دوکانیں بند کردو میں تم کو آدھے شفاخانوں، پناہ گاہوں اور جیل خانوں سے مستغنی کرنے کی ضمانت دیتا ہوں۔

۲۔ عالمی ادارہ صحت W.H.O نے ۸۰/ ملکوں کے احوال وکوائف کا جائزہ لے کر یہ بتایا کہ امریکہ، برطانیہ، مغربی جرمنی، روس اور جاپان میں نفسیاتی، ذہنی اور اعصابی امراض میں بیش از بیش اور روز افزوں افزائش کا واحد سبب نشے بازی ہے۔

ماہرین اطباء نے منشیات سے پیدا ہونے والی مختلف نفسیاتی بیماریوں کی نشان دہی کی ہے۔ منشیات سے متعلق تحقیق وریسرچ کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم کے مطابق منشیات سے درج ذیل عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ (۱) قوت حافظہ میں ۲۲/ فیصد کمی آجاتی ہے۔ (۲) حساسیت میں ۹۲/ فیصد اضافہ ہوجاتا ہے۔ (۳) آدمی ۸۰/ فیصد اختلال کا شکار ہوجاتا ہے۔ (۴) ۶۱/ فیصد پریشانی اور بے چینی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ (۵) ۸۸/ فیصد منشیات کا عادی انسان سب سے الگ سوچ رکھنے والا ہوجاتا ہے (مستفاد: از منشیات اور اسلام: ۳۸) فسادِ معدہ، خواہش طعام کا فقدان، اعضائے جسم کی ساخت میں خرابی، نشہ کے عادی لوگوں کی شکلیں جلد خراب ہوجاتی ہیں، آنکھیں باہر نکل آتی ہیں، رنگ ہیئت بدل جاتی ہے اور پیٹ بھاری ہوجاتا ہے۔ بلکہ بعض جرمنی اطباء کا بیان ہے کہ چالیس سال کے نشہ کے عادی شخص کی ہیئت ساٹھ سال کے انسان کی سی ہوجاتی ہے، اور وہ جسم وعقل ہر اعتبار سے بوڑھا ہوجاتا ہے۔

(شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت ومضرت:۹۲)

۳۔ نیوزی لینڈ میں ہونے والی ایک تحقیق کے دوران سر درد اور سگریٹ نوشی کے عمل کے درمیان گہرا تعلق دیکھا گیا ہے، ماہرین نے اپنی تحقیق میں ۹۸۰/مردوں اور عورتوں کو شامل کیا جنہوں نے بتایا کہ انہیں ۱۱/سے ۱۳/سال کی عمر میں سر درد شروع ہوا اور وہ اسی عمر سے سگریٹ نوشی بھی کر رہے ہیں۔ گزشتہ ۱۵/سال سے سگریٹ نوشی کرنے والے ایک گروپ میں شامل افراد نے کہا کہ انہیں علم ہے کہ جب وہ زیادہ سگریٹ نوشی کرتے ہیں تو سر درد بڑھ جاتا ہے (شراب نوشی اور منشیات کے دینی اور دنیوی نقصانات: اشاعت: مضامین ڈاٹ کام: ۱۶/فروری، ۲۰۱۷) سگریٹ نوشی کے تعلق سے جو تحقیقات سامنے آئی ہیں ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے لوگ جو اگرچہ خود تو سگریٹ نہیں پیتے لیکن ایسے ماحول میں ان کا اٹھنا بیٹھنا ہے جہاں سگریٹ نوشی ہوتی ہے وہ بھی اسی طرح سگریٹ کے زہریلے دھوئیں سے متاثر ہوتے ہیں۔ اسے Passive Smoking کا نام دیا گیا ہے کہ یہ بھی ایک رنگ کی سگریٹ نوشی ہی ہے۔ سگریٹ کے عادی لوگوں پر دفاتر میں یا پبلک جگہوں میں سگریٹ پینے پر پابندی لگانے سے متعلق قوانین بنائے جارہے ہیں۔

ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے گراں قدر عطیہ اور عظیم نعمت ہے، اس کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (النساء:۲۹) اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تم پر نہایت مہربان ہے۔ اور فرمایا: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ:۱۹۵) اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

دنیوی سزائیں: جس سماج اور معاشرے میں شراب نوشی عام ہوجائے گی وہاں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف قسم کے خطرناک عذابات آئیں گے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں حسف، مسخ اور قذف واقع ہوگا، ایک مسلمان نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ایسا کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب ناچنے والیاں اور گانے باجے عام ہوجائیں گے اور شراب نوشی عام ہوجائے گی۔ (سنن الترمذی: ۲۲۱۲، حسن) (حسف: زمین کا دھنسنا، مسخ: صورتوں کا تبدیل ہونا، قذف: پتھروں کی بارش ہونا) دوسری حدیث میں ہے: ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھیں گے، ان کے سروں پر باجے بجائے جائیں گے اور گانے والی عورتیں گائیں گی، تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دے گا۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۲۰، صحیح)

قدرتی عذابات کے علاوہ جب معاشرے میں ایسے فساد اور گندے عناصر موجود ہوں گے تو قتال وجدال، لڑائی جھگڑے، فحاشی وبے حیائی اور عصمت دری کے واقعات عام ہوں گے، شرابی ڈرائیوروں سے ایکسیڈنٹ کے حادثات رونما ہوں گے، خود ہلاک ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کریں گے، پاس پڑوس اور گلی ومحلے کے لوگ سکون وعافیت کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا عذابات الٰہیہ اور دنیوی حوادث سے اپنے سماج کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب مل کر اس جرم عظیم کی روک تھام کی کوشش کریں، لوگوں میں بیداری پیدا کریں، جب تک معاشرہ اس قسم کی گندگیوں سے پاک نہیں ہوگا ہم عذاب الٰہی اور حوادث سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسی طرح اگر اسلامی حکومت ہو اور مسلمانوں کا امیر ہو اور کسی کے بارے میں شراب نوشی ثابت ہوجائے تو اسے امام المسلمین کی رائے کے مطابق چالیس یا اس سے کم یا زیادہ کوڑے لگائے جائیں گے، حدیث میں ہے: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی آپ ﷺ نے اس کو دو چھڑیوں سے چالیس کے قریب کوڑے لگائے اور ایسا ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا۔ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: حدوں میں سب سے ہلکی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں (یعنی حد قذف جو قرآن میں وارد ہے) پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑوں کا حکم دیا (شرابی کے لئے) (صحیح مسلم: ۱۷۰۶)

دوسری حدیث میں ہے: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے پر شاخوں اور جوتوں سے سزادی، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ چراگاہوں اور گاؤں سے قریب ہوگئے تو انہوں نے کہا: تمہاری کیا رائے ہے شراب کی حد میں؟ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اس کو سب سے ہلکی حد کے برابر رکھیے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے لگائے۔ (صحیح مسلم: ۱۷۰۶)

اخروی سزائیں: شرابیوں کا انجام جیسے دنیا میں ہلاکت وبربادی اور ذلت ورسوائی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے، یہ ایسا گناہ عظیم اور گھناؤنا عمل ہے جس میں کسی بھی قسم کا تعاون باعث لعنت اور آخرت میں اللہ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس قسم کے لوگوں پر شراب کی وجہ سے لعنت فرمائی: اس کے نچوڑنے والے پر، نچڑوانے والے پر اور اس پر جس کیلئے نچوڑی جائے، اسے لے جانے والے پر، اس شخص پر جس کے لئے لے جائی جائے، بیچنے والے پر، اس پر جس کو بیچی جائے، پلانے والے پر اور اس پر جس کو پلائی جائے،

یہاں تک کہ دسوں کو آپ نے گن کر اس طرح بتایا۔(سنن ابن ماجہ:۳۳۸۱،صحیح)

دوسری حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور جو شخص دنیا میں شراب پئے گا پھر پیتے پیتے بغیر توبہ کیے ہوئے مرجائے گا تو وہ آخرت میں جنتی شراب سے محروم کردیا جائے گا۔(صحیح مسلم:۲۰۰۳)

اسی طرح حدیث میں ہے: جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص جیشان سے آیا اور جیشان ایک شہر ہے یمن میں۔ اس نے اس شراب کے متعلق سوال کیا جو اس کے ملک میں پیتے تھے اور وہ جوار سے بنتی تھی اس کو مزید کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس میں نشہ ہے؟ وہ بولا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو نشہ کرے وہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے جو نشہ پیے اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔(آخرت میں) لوگوں نے عرض کیا: طینۃ الخبال کیا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جہنمیوں کا پسینہ ہے۔(صحیح مسلم:۲۰۰۲)

اسی طرح شراب کے عادی انسان کو جنت سے محرومی کی وعید سنائی گئی ہے، حدیث میں ہے: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عادی شرابی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(سنن ابن ماجہ:۳۳۷۶،صحیح)

دوسری حدیث میں ہے: تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے: عادی شرابی، رشتے کو کاٹنے والا، جادو کی تصدیق کرنے والا۔(مسند احمد :19589 ابن حبان 5346 حاکم 7234) ایک اور حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین طرح کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا، ایک ماں باپ کا نافرمان، دسری وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے، تیسرا دیوث (بے غیرت) اور تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں نہیں جائیں گے۔ ایک ماں باپ کا نافرمان، دوسرا عادی شرابی اور تیسرا کچھ دے کر احسان جتانے والا۔(سنن النسائی:۲۵۶۲،حسن صحیح)

شراب کے ذریعے علاج: شراب اور نشہ آور تمام اشیاء یہ خبائث میں سے ہیں اور شریعت میں یہ سب حرام ہیں، لہٰذا ان سے بیماریوں کا علاج کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ خود مہلک بیماری ہے، حدیث نبوی ﷺ ہے: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے جب سوید بن طارق یا طارق بن سوید نے آپ سے شراب کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے انہیں شراب سے منع فرمایا، سوید نے کہا: ہم لوگ تو اس سے علاج کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دوا نہیں بلکہ وہ تو خود بیماری ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: ان اللہ خلق الداء والدواء، فتداووا، ولا تتداووا بحرام (السلسلة الصحيحة: ۱۶۳۳، اسناده حسن) اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج دونوں پیدا کیا ہے لہٰذا تم علاج کراؤ مگر حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے: ان اللہ لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم (السلسلة الصحيحة: ۴/۱۵۷، اسناده صحيح) اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیماریوں کا عالج (شفایابی) حرام چیزوں میں نہیں رکھا ہے۔

شراب اور نشہ آور اشیاء کی تجارت: کتاب وسنت کے نصوص سے یہ بات یہ واضح ہوگئی ہے کہ شراب اور مذکورہ تمام نشہ آور اشیاء حرام ہیں، لہٰذا ان کی تجارت جائز نہیں ہے، حدیث میں ہے: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید وفروخت مطلق حرام قرار دے دی ہے۔(صحیح بخاری:۴۲۹۶)

دوسری حدیث میں ہے: عبدالرحمٰن بن وعلہ سبائی سے روایت ہے، جو مصر کے رہنے والے تھے، انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انگور کے شیرہ سے متعلق سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک مشک شراب کا تحفہ لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کردیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تب اس نے کان میں دوسرے سے بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تونے کیا بات کی؟ وہ بولا: میں نے کہا اس کو بیچ ڈال۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا اور جو کچھ اس میں تھا سب بہہ گیا۔

ایک اور حدیث میں ہے: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے مدینہ میں خطبہ دیتے ہوئے سنا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا اشارہ کرتا ہے اور شاید کہ کوئی حکم اس کے باب میں اتارے اس لئے جس کے پاس شراب ہو وہ بیچ ڈالے اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: چند روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کردیا اب جس کے پاس شراب ہو اور اس کو حرمت کی آیت پہنچ جائے تو وہ نہ پیے نہ بیچے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: تب جن لوگوں کے پاس شراب تھی وہ اس کو مدینہ کے راستے پر لائے اور بہا دیا۔(صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب تحريم بيع الخمر:۱۵۷۸)

اسی طرح حدیث میں ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے، مردار اور اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے، سور اور اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔

نوجوانوں کو منشیات سے کیسے بچایا جائے؟ یہ حقیقت ہے کہ سماج اور معاشرے میں منشیات اور مخدرات کا استعمال بہت عام ہوگیا ہے، روز بروز یہ برائی بڑی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے، بالخصوص نوجوان طبقہ اس لت

میں بری طرح سے مبتلا ہے،مختلف شکلوں میں نشہ کا استعمال کررہے ہیں،سوال یہ ہے کہ نوجوانوں کو اس لت سے کیسے بچایا جائے اور اس برائی پر کیسے قابو پایا جائے؟ ذیل کی سطور میں بعض اہم تجاویز ذکر کیے جارہے ہیں:

۱۔نوجوانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی کبریائی کا احساس پیدا کیا جائے،اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف بٹھایا جائے،تاکہ وہ اس کے قریب جانے سے ڈریں،اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کا حقیقی خوف ہی ہمیں برائیوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

۲۔لوگوں کو مختلف انداز میں شراب اور منشیات کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے،گلیوں،محلوں اور چوراہوں پر مقامی زبان میں شراب ومنشیات کی قباحت وشناعت پر مشتمل بڑے بڑے بینر تیار کرکے لگائے جائیں،تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر اور پڑھ کر اس سے ڈریں،کیوں کہ جہالت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۳۔منشیات کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے منصوبہ بند مہم چلائی جائے اور جگہ جگہ مقامی زبان میں پبلک پروگرام رکھے جائیں۔

۴۔سماج کے ہر مہذب طبقے میں شراب اور نشہ آور اشیاء ناپسندیدہ ہیں،لہٰذا ہر طبقے کو ساتھ لے کر عمومی طور پر بیداری لائی جائے۔

۵۔نوجوان کو برے دوستوں کی صحبت سے بچایا جائے،کیوں کہ اس قسم کی بری عادتیں اکثر دوستوں کے ساتھ ہی سیکھتے ہیں،برے دوستوں کی صحبت کے برے اثرات انسان کی زندگی میں بہت جلد مرتب ہوتے ہیں۔

۶۔والدین بچپن ہی سے بچوں کی دینی تربیت کریں اور بچوں کا دینی مزاج بنائیں تاکہ بڑے ہو کر ان کے دلوں میں نیکی کا جذبہ اور برائی سے نفرت پیدا ہو،لمحہ فکر یہ یہ ہے کہ بعض والدین بچوں کے سامنے نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے ہیں اور بسا اوقات بچوں کے ہاتھوں سے ایسی چیزیں منگواتے ہیں،جس کی وجہ سے آگے چل کر ان کے دلوں سے اس کی خباثت اور برائی کا احساس نکل جاتا ہے۔

۷۔علماء کرام اور ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ تربیتی مجالس،خطبات جمعہ اور صبح وشام کے دروس میں اس قسم کے حساس موضوعات پر روشنی ڈالیں اور اس کے شرعی وطبی نقصانات کو واضح طور پر بیان کریں۔

۸۔ہمارے نوجوانوں کو دشمنان اسلام کی سازشوں اور مکر وفریب سے ہوشیار اور متنبہ کریں،یہ بڑی حقیقت ہے کہ نوجوانوں سے حرارت ایمانی کو سلب کرنے اور غیرت اسلامی کو نیست ونابود کرنے اور مسلم نوجوانوں کو عیاش ودین بے زار بنانے کے لئے دشمنوں نے شراب کو بھی بطور آلہ وہتھیار کے استعمال کیا ہے۔چنانچہ ہنری دی کاستری نے اپنی کتاب ”خواطر اوسوانح فی الاسلام“ میں لکھا ہے کہ وہ تیز ہتھیار جس کے ذریعہ اہل مشرق کو ختم کیا جاسکتا ہے اور وہ مؤثر تلوار جس کے ذریعہ مسلمانوں کا صفایا کرسکتے ہیں وہ شراب ہے(نشہ آور چیزوں کی حرمت ومضرت:۹۹)اسی طرح ان کا یہ بھی یقین ہے کہ شراب کا ایک جام اور مغنیہ کا ایک گانا وہ کام کرسکتے ہیں جو بڑے بڑے توپ وبندوق سے ممکن نہیں ہے۔(حوالہ سابق)

۹۔شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کی بہتات کا ایک سبب ٹی وی پر دکھائے جانے والے مخرب اخلاق پروگرام اور فواحش ومنکرات پر مبنی فلمیں ہیں۔شراب نوشی اور کسی نہ کسی شکل میں نشہ خوری کے مناظر تمام فلموں میں پائے جاتے ہیں،یہی چیز نوجوانوں میں منشیات کی لت پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔لہٰذا نوجوانوں کو حتی الامکان اس سے دور رکھا جائے۔

۱۰۔مقامی،ضلعی،صوبائی اور مرکزی حکومتوں سے شراب اور نشہ آور تمام اشیاء کی خرید وفروخت پر پابندی لگانے کی اپیل کی جائے۔

منشیات کا خاتمہ اور اسلام: آج اگر دنیا واقعتاً منشیات کی گرفت سے آزاد ہونا چاہتی ہے تو اسے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ کون سے راستے ہیں جنہیں اپنا کر اس دنیا کو منشیات کے چنگل سے آزادی دلائی جاسکتی ہے۔دنیا سے اس سنگین وخطرناک لعنت کے خاتمے کا واحد ذریعہ اسلام ہے۔اسلام ہی وہ دین ہے جس میں منشیات کو قلع قمع کرنے کی مکمل صلاحیت موجود ہے۔اسلام نے اس لعنت سے سماج کے تحفظ کے لئے جو قوانین متعین کیے ہیں وہ اس قدر جامع ہیں کہ ان اصولوں پر کاربند ہوجانے کے بعد منشیات کے نجس وجود سے زمین پاک ہوسکتی ہے۔دنیا میں سوائے اسلام کے دوسرا کوئی مذہب ایسا نظر نہیں آتا جس میں نشے کے تمام ذرائع پر ایسا قدغن لگایا گیا ہو جیسا کہ اسلام نے لگایا ہے۔اسلام نے اسے ام الخبائث کا نام دیا یعنی تمام جرائم کی جڑ کا نام دے کر اس کے جملہ پوشیدہ عیوب ونقائص بیان کردیے۔اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے اس کو ہر لحاظ سے ممنوع قرار دیا حتی کہ ایک شراب ہی نہیں بلکہ جملہ نشہ آور اشیاء کو حرام فرما کر روئے زمین سے منشیات کا ہی قصہ پاک کردیا۔

ایک انگریز قانون داں بنتام لکھتا ہے کہ اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں شراب حرام ہے۔ہم نے دیکھا ہے کہ جب افریقہ کے لوگوں نے شراب کا استعمال کرنا شروع کیا تو ان کی نسلوں میں پاگل پن سرایت کرنے لگا۔یورپ کے جن لوگوں کو اس کا چسکا لگ گیا ان کی بھی عقلوں میں تغیر آنے لگا۔یہ تو ایک نشہ آور مشروب کا ذکر ہے جس کی ممانعت نے اہل دنیا پر اسلامی قوانین کی عظمت کا نقش مرتب کردیا جب حرمت نشہ کے مکمل قوانین کا جائزہ لیا جائے گا تو دنیا کے پاس سوائے اسلام کے کوئی جائے پناہ نہ رہ جائے گی۔(ماہنامہ:دختران اسلام، جون:۲۰۲۱ء)

☆☆☆

رمضان المبارک کے موقع پر اپنے صدقات و خیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف ومقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔اس کی دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتربیتی، علمی وتحقیقی، تحریری وصحافتی اور رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد، مختلف زبانوں میں جرائد ورسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی وتربیتی اور نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہورہا ہے۔اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل اور اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسقیف (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پا رہے ہیں۔اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں، پھر اپنے محسنین و مخلصین کے بھی، جنھوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں ۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔(آمین)

ڈرافٹ یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے
اور مکاتب میں تجوید وتعلیم قرآن کریم کا اہتمام کیجئے!

حضرات! قرآن کریم بنونوع انسان وجنان کے نام اللہ رب العالمین کا آخری پیغام ہے۔ جو نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو ہدایت کا سرچشمہ، عبرت وموعظت کا ذریعہ اور دین وشریعت اور توحید ورسالت کا اولین مرجع ومصدر ہے، جس کا حرف حرف علم وعرفان اور حکمت وموعظمت کے موتیوں سے لبریز ہے، جس کی تعلیم وتعلم اور تلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل فوز وفلاح اور سعادت دارین کا سبب اور ضمانت ہے اور قوموں کی عزت وذلت اور عروج وزوال اسی سے مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اول یوم سے اس کی تلاوت وقرأت اور اس پر عمل کا خصوصی اہتمام کیا، حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کے مکاتب ومدارس قائم کئے اور سوسائٹی میں اس کی تعلیم واتباع کو خصوصیت کے ساتھ رواج دیا۔ نتیجتاً وہ اس اہتمام بالقرآن کی برکت سے ہر میدان میں اوج کمال تک پہنچے۔ لیکن بعد کے ادوار میں یہ روشن روایت دن بدن کمزور پڑتی گئی۔ خود برصغیر میں تعلیم وتفسیر قرآن کریم تو کجا تجوید وقرأت کا عرصہ تک کما حقہ اور مضبوط انتظام نہ ہوسکا اور نہ اس پر خصوصی توجہ مبذول کی گئی۔ حالانکہ تعلیم وتعلم قرآن میں علم تاویل وتفسیر اور غور وفکر کے ساتھ ساتھ تجوید بھی مقصود تھا اور ہمارے نبی کریم محمد ﷺ نے اس کی بڑی تاکید بھی فرمائی تھی۔

مقام شکر ہے کہ چند دہائی قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سمیت مختلف جہات سے تعلیمی بیداری مہم کے نتیجے میں مدارس وجامعات اور مکاتب ومساجد میں تجوید قرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع ہوا تھا جس کے ملکی سطح پر بہترین ثمرات سامنے آئے۔ پورے ملک میں مکاتب بڑے پیمانے پر قائم ہوئے اور بہت سی بستیوں میں مکتب کی تعلیم کے زیر اثر بچوں کی ذہنی طور پر نشو ونما ہونے لگی۔ لیکن روز بروز بدلتے حالات کے پیش نظر عصری تعلیم گاہوں اور کنونٹس اور گاؤں میں مدارس کی وجہ سے مکاتب بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا مکاتب کو بڑے اور عمدہ پیمانے پر پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کو دین کی بنیادی باتوں اور قرآن کریم سے روشناس کرایا جاسکے۔

لہٰذا آپ حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے خصوصی توجہ مبذول کریں اور اپنے گاؤں اور محلوں میں صباحی ومسائی مکاتب کے قیام کو یقینی بنائیں، اگر قائم ہیں تو ان کی سرگرمی وفعالیت میں بہتری لائیں، قدیم نظام کا احیاء کریں، ان میں تجوید وتعلیم قرآن کا خصوصی اہتمام کریں تاکہ جماعت وملت کے نونہالوں کو دین واخلاق سے آراستہ کرسکیں اور انھیں دین وعقیدہ پر قائم رکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک ہوکر دین حنیف، جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی مخلصانہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے، ہر طرح کے فتنے اور آزمائش سے محفوظ رکھے اور عالمی مہلک وبا کورونا وغیرہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران

شعبان فضائل و اعمال اور رسومات

حافظ صلاح الدین یوسف

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے، جو رجب کے بعد اور رمضان المبارک سے پہلے آتا ہے۔

وجہ تسمیہ: اس کا مادہ شعب ہے جس کے معنی جدا جدا ہونے کے ہیں۔ عرب اس مہینے میں پانی کی تلاش میں متفرق طور پر پھیل جاتے تھے، اس لیے اس مہینے کا نام شعبان پڑ گیا۔ سُمِّیَ بِذٰلِکَ لِتَشَعُّبِ الْعَرَبِ فِیْهِ اَیْ تَفَرُّقِهِمْ فِیْ طَلَبِ الْمِیَاهِ. (المنجد)

فضیلت ماہ شعبان: شعبان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔ صرف آخر میں دو ایک روزے ترک فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں متعدد حدیثیں آتی ہیں جن میں صوم شعبان کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کے بالخصوص اس ماہ میں بکثرت روزے رکھنے کا بیان ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزے نہیں چھوڑتے، پھر روزے چھوڑتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزے نہیں رکھتے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے رمضان المبارک کے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب صوم، باب صوم شعبان، حدیث ۱۹۶۹، وصحیح مسلم، الصیام، باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان، حدیث: ۱۱۵۶)

نیز حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کَانَ اَحَبُّ الشُّهُوْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَّصُوْمَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ یَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

"رسول اللہ ﷺ کو (نفلی) روزوں کے لیے سب سے محبوب مہینہ شعبان تھا، پھر آپ اسے گویا رمضان ہی سے ملا دیا کرتے تھے۔" (سنن ابی داود، الصیام، باب فی صوم شعبان، حدیث ۲۴۳۱)

حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے: مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَصُوْمُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ.

"میں نے نبی کریم ﷺ کو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے شعبان اور رمضان کے"۔ (جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان، حدیث ۷۳۶)

اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ شَهْرٍ اَکْثَرَ صِیَامًا مِنْهُ فِیْ شَعْبَانَ، کَانَ یَصُوْمُهُ اِلَّا قَلِیْلًا، بَلْ کَانَ یَصُوْمُهُ کُلَّهُ.

"میں نے نبی کریم ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ آپ سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔" (جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان، حدیث ۷۳۶)

شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی حکمت:

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں: میں نے ایک روز سوال کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ماہ شعبان میں جس قدر (نفلی) روزے رکھتے ہیں، کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے؟ (یہ کیا بات ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

ذٰلِکَ شَهْرٌ یَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَیْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِیْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فَاُحِبُّ اَنْ یُّرْفَعَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ.

"یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے، لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں۔ اس مہینے میں (لوگوں کے) عمل رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں تو اس وقت میں روزے سے ہوں (اس لیے شعبان میں روزے کثرت سے رکھتا ہوں)"۔ (سنن النسائی، الصیام، باب صوم النبی ﷺ بأبی ھو وامی حدیث ۲۳۵۹)

اس حدیث سے شعبان میں نبی اکرم ﷺ کے بکثرت روزے رکھنے کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اس مہینے میں بالخصوص اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ عملوں کی ایک پیشی تو روزانہ صبح وشام (نماز عصر اور نماز فجر کے وقت) ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے جو فجر وعصر کی نماز میں حاضر رہتے ہیں، جب آسمان پر جاتے ہیں تو پوچھتا ہے:

کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ. "تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! جب ہم انھیں چھوڑ کر آ رہے تھے، تب بھی وہ نماز میں مشغول تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے، تب بھی نماز پڑھ رہے تھے۔" (صحیح البخاری، مواقیت الصلوۃ، باب فضل صلاۃ العصر، حدیث ۵۵۵، وصحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر...، حدیث ۶۳۲)

دوسری پیشی ہفتے میں دو دن کی ہے، یعنی ہر پیر اور جمعرات کو اللہ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ. (جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی صوم، حدیث ۷۴۷)

اور تیسری پیشی، جو گویا سالانہ پیشی ہے، ماہ شعبان میں ہوتی ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا۔ اور جس کی وجہ ہی سے نبی اکرم ﷺ اس ماہ میں کثرت سے

روزے رکھتے تھے۔

کثرت سے روزے رکھنے میں احتیاط کی ضرورت:
گزشتہ تفصیل سے واضح ہے کہ شعبان میں نفلی روزے کثرت سے رکھنا نبی ﷺ کا معمول تھا، تاہم آپ نے اپنی امت کے لوگوں کو نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُوْمُوْا. (سنن ابی داؤد، الصیام، باب فی کراھیة ذلك، حدیث ۲۳۳۷)

اس ممانعت سے مقصود یہ ہے کہ طاقت، توانائی بحال رہے تاکہ رمضان کے فرض روزے رکھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اسی طرح آپ نے رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے تاکہ استقبال رمضان کے نام پر لوگ جشن کی سی کیفیت نہ بنالیں، آپ نے فرمایا:
لَا تَقَدَّمُوْا صَوْمَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ صَوْمٌ يَصُوْمُهُ رَجُلٌ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الصَّوْمَ. ''رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے مت رکھو، مگر جو شخص کسی دن کا روزہ رکھتا رہا ہو تو وہ رکھ لے''۔ (سنن ابی داؤد، الصیام، باب فیمن یصل شعبان برمضان، حدیث ۲۳۳۵)

یعنی کسی کا معمول ہے کہ وہ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتا ہے یا صوم داؤدی رکھتا ہے تو یہ روزے اگر رمضان سے دو تین دن قبل واقع ہوں، تو وہ یہ روزے رکھ سکتا ہے کیونکہ اس سے مقصود استقبال رمضان نہیں ہے بلکہ روزمرہ کے معمولات کو پورا کرنا ہے، اس لیے یہ ممانعت کے حکم میں نہیں آئیں گے۔

سرر شعبان کا روزہ اور اس کا مطلب: یہی مطلب اس حدیث کا ہے جس میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا کیا تو نے اس (شعبان کے) مہینے کے آخری دنوں کے کچھ روزے رکھے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں تو آپ نے اس سے فرمایا: رمضان کے بعد تو اس کے بدلے میں ایک یا دو روزے رکھ لینا''۔ (صحیح مسلم، الصیام، باب صوم سرر شعبان، حدیث ۱۱۶۱)

یہ شخص بھی مہینے کے آخر میں روزے رکھنے کا عادی تھا یا اس نے نذر کے روزے رکھنے تھے لیکن اس نے اس اندیشے کے پیش نظر نہیں رکھے کہ کہیں میرا یہ عمل استقبال رمضان کا مظہر نہ بن جائے جس سے روکا گیا ہے۔ لیکن نبی ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ یہ ممانعت ان لوگوں کے لئے ہے جو عادی نہ ہوں یا جن کی طاقت اور توانائی میں کمی آنے کا خطرہ ہو یا محض شک کی وجہ سے روزہ رکھتے ہوں مبادا رمضان شروع ہوگیا ہو۔ ایسے تمام لوگوں کے لیے شعبان کے آخر میں روزے رکھنے ممنوع ہیں تاکہ رمضان کے روزے رکھے جاسکیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے ان روزوں کا جواز ہے۔

ملاحظہ: سرر کا لفظ مہینے کے آخری ایام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ استسرار (چھپ جانا) سے ہے۔ مہینے کے آخری دنوں میں چونکہ چاند چھپ جاتا ہے، اس لیے مہینے کے آخری دنوں کو سرر سے تعبیر کرلیا جاتا ہے۔

شب برات، یعنی شعبان کی پندرھویں رات: شعبان کی پندرھویں رات کی بابت متعدد روایات آتی ہیں، جن میں اس رات کی بعض فضیلتوں کا ذکر ہے لیکن یہ روایات، ایک آدھ روایت کے علاوہ، سب ضعیف ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کثرت طرق سے مروی ہیں، اس لئے بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اس رات کی کچھ نہ کچھ اصل ہے، بنابریں اس رات کی کچھ نہ کچھ فضیلت ضرور ہے۔ اور دوسرے علماء کی رائے میں ضعیف روایات قابل عمل نہیں، چاہے وہ تعداد میں کتنی ہی ہوں۔ ان علماء کے نزدیک اس رات کی کوئی خاص اصل نہیں۔

چنانچہ علامہ البانی رحمہ اللہ اور شعیب ارناؤوطؒ وغیرہ نے کثرت طرق کی بنا پر اس ایک روایت کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ باقی سب روایات ضعیف یا موضوع ہیں، وہ ارشاد گرامی درج ذیل ہے:

يَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلٰى خَلْقِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ. ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی پوری مخلوق کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھتا ہے، پھر مشرک اور کینہ پرور کے سوا باقی ساری مخلوق کی بخشش کر دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، حدیث ۱۹۸۰، وشعب الایمان للبیہقی ۲/ ۲۸۸، والسلسلة الصحیحة حدیث ۱۱۴۴)

جبکہ ابوثعلبہ خشنیؓ کے طریق سے اسی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں: اِنَّ اللّٰهَ يَطَّلِعُ عَلٰى عِبَادِهٖ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيُمْلِيْ لِلْكَافِرِيْنَ وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتّٰى يَدَعُوْهُ. ''بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنے بندوں پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے، پھر مومنوں کو معاف کر دیتا اور کافروں کو ڈھیل دے دیتا ہے۔ اور کینہ پرور لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کرلیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۰/ ۱۰۸، ۱۰۹، حدیث ۲۱۵)

یہی وہ حدیث ہے جو شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت میں بقول شیخ البانی مسند ہے، اس کے علاوہ جتنی احادیث عام طور پر بیان کی جاتی ہیں اور جنھیں اخبارات اور محفلوں کی زینت بنایا جاتا ہے وہ سب کی سب سنداً انتہائی کمزور بلکہ من گھڑت ہیں۔

اور صحیح الجامع الصغیر کی حدیث سے بھی صرف اس رات کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن اس میں بھی اس رات کو عبادت کرنے کی کوئی ترغیب یا فضیلت نہیں ہے اور کسی فضیلت سے اس رات کا خصوصی عبادت والی رات ہونا ثابت نہیں ہوتا، اس کے لئے الگ نص کی ضرورت ہے جو موجود نہیں ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی کے علاوہ دوسرے محققین کے نزدیک یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

ضعیف اور موضوع روایات: شب برات کی نسبت سے جو کمزور اور من گھڑت حدیثیں عام طور پر بیان کی جاتی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شعبان شهری ورمضان شهر الله یہ روایت موضوع ہے۔ (حافظ سخاوی وغیرہ نے اسے مسند الفردوس کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھئے المقاصد الحسنة حدیث ۵۹۵، محدث البانی

نے اس کا حوالہ یوں (۲/۲۳۳،۲۳۴) ذکر کیا ہے۔ مگر تلاش کے بعد مسند الفردوس میں یہ روایت مل نہیں سکی۔ واللہ اعلم اس کی سند حسن بن یحیی الخشنی کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔ محدث البانی کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: السلسلة الضعیفة ۸/۲۲۲، حدیث ۳۷۴۶)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر پر موجود نہ پا کر میں باہر نکلی تو اچانک دیکھا کہ آپ بقیع قبرستان میں تھے، آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا'' کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے یہ شک ہوا تھا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالَی یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَیَغْفِرُ لِأَکْثَرِ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ. ''بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر آتا ہے، پھر اتنے لوگوں کی مغفرت کرتا ہے جتنے بنوکلب کی بکریوں کے بال ہیں۔(جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، حدیث۷۳۹، وسنن ابن ماجه، الصلوات باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان حدیث۱۳۸۹، ضعفه الالبانی)

دیگر ائمہ کے علاوہ خود امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس روایت کی تضعیف امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی نقل کی ہے۔ یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس کے ساتھ ہی وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا، وہ فرماتے تھے: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس روایت کو حجاج بن ارطاۃ نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا، حالانکہ حجاج کا یحییٰ سے سماع ثابت نہیں بلکہ زندگی میں ان سے ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ پھر یحییٰ اس روایت کو عروہ سے نقل کر رہے ہیں جبکہ یحیی کا سماع عروہ سے ثابت نہیں۔ اس طرح یہ روایت دو جگہ سے منقطع ہے۔ دو جگہ سے منقطع روایت محدثین کی اصطلاح میں شدید درجہ کی ضعیف روایت ہے۔ (مستزاد یہ کہ حجاج اور یحیی دونوں مدلس راوی ہیں۔ امام حاکم نے حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت کو یحییٰ بن ابی کثیر کی مرسل روایت کی بنا پر منکر اور غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

یاد رہے کہ قصہ عائشہؓ جو رسول اللہ ﷺ کے بقیع میں جانے اور اہل بقیع کے لیے دعا کرنے کے متعلق ہے وہ صحیح ہے اور صحیح مسلم وغیرہ میں تفصیلا موجود ہے لیکن اس میں شعبان کی پندرہویں رات کا کوئی ذکر نہیں، مکمل واقعہ کے لیے دیکھیے: صحیح مسلم، الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، حدیث۹۷۴۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا کَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَیْلَتَهَا وَصُوْمُوْا یَوْمَهَا، فَاِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی سَمَاءِ الدُّنْیَا، فَیَقُوْلُ أَلَا مُسْتَغْفِرٌ فَاَغْفِرَ لَهُ؟ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ، أَلَا مُبْتَلِیً فَأُعَافِیَهُ؟ أَلَا سَائِلٌ فَأُعْطِیَهُ؟ أَلَا کَذَا أَلَا کَذَا؟ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ. ''جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس میں قیام کیا کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھا کرو کیونکہ اس رات کی شام سے ہی اللہ تعالی آسمان دنیا پر آ کر فرماتا ہے: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو معاف کر دوں؟ کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں؟ کیا کوئی بیمار ہے کہ میں اسے عافیت دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کیا کوئی .... کیا کوئی.... یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔''(سنن ابن ماجه الصلوات، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، حدیث ۱۳۸۸، وضعیف الجامع الصغیر للألبانی، حدیث:۶۵۲، واللفظ له، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے، دیکھیے السلسلة الضعیفة ۵/۱۵۴، حدیث ۲۱۳۲)

یہ حدیث بھی موضوع اور من گھڑت ہے۔ اس کے بجائے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالَی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقَی ثُلُثُ اللَّیْلِ الآخِرِ، فَیَقُوْلُ: مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَهُ؟ مَنْ یَّسْأَلُنِیْ فَأُعْطِیَهُ؟ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلَا یَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُضِیْئَ الْفَجْرُ. ''ہمارا بابرکت اور بلند و بالا رب ہر رات کا جب آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، پھر کہتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں اسے معاف کردوں؟ مسلم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ پھر وہ بدستور اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہوجاتی ہے۔''(صحیح البخاری، التہجد، باب الدعاء والصلاۃ من آخر اللیل، حدیث ۱۱۴۵، صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل حدیث:۷۵۸)

اس صحیح حدیث کے مطابق یہ فضیلت ہر رات نصیب ہوسکتی ہے، لہٰذا اسے شعبان کی پندرہویں رات کے ساتھ خاص کرنا یقیناً غلط ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان کی پندرہویں رات کو دیکھا آپ کھڑے ہوئے اور چودہ رکعات نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس چودہ چودہ مرتبہ پڑھیں اور آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھی، جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے مذکورہ نماز کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:

مَنْ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِیْ رَأَیْتَ کَانَ لَهُ کَعِشْرِیْنَ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً وَکَصِیَامِ عِشْرِیْنَ سَنَةً مَقْبُوْلَةً، فَاِنْ أَصْبَحَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ صَائِمًا کَانَ کَصِیَامِ سِتِّیْنَ سَنَةً مَاضِیَةً وَسَنَةً مُسْتَقْبِلَةً.

''جس نے ایسے کیا جیسے تو نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے تو اسے بیس مقبول حجوں کا ثواب اور بیس سال کے مقبول روزوں کا ثواب ہوگا اور اگر اس نے اس دن کا روزہ رکھا تو ساٹھ سالہ گزشتہ روزوں اور ایک سال آئندہ روزوں کا ثواب ہوگا۔''(الموضوعات لابن الجوزی ۲/۵۲)

ابن جوزی نے اس حدیث کو ''الموضوعات'' میں روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: یہ حدیث بھی من گھڑت ہے اور اس کی سند نہایت تاریک ہے۔

امام سیوطیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں روایت کیا ہے اوران کا کہنا ہے کہ عین ممکن ہے کہ یہ موضوع (من گھڑت) ہو۔(تنزیہ الشریعہ عن الاحادیث الموضوعة لابن عراق:۲/۹۴)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے شعبان کی پندرہویں رات میں بارہ رکعات نماز ادا کی اور ہر رکعت میں تیس ۳۰ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی تو وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے اور اپنے اہل میں سے دس جہنمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔(الموضوعات لابن الجوزی:۲/۵۱،۵۲)

الصلاۃ الالفیۃ، یعنی وہ نماز جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا: ''جو شخص اس رات میں سو رکعات نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو اللہ تعالی اس کی ہر حاجت پوری کردیتا ہے، اگر وہ لوح محفوظ میں بدبخت لکھا گیا ہو تو اللہ تعالی اسے مٹا کر اسے خوش نصیب لکھ دیتا ہے۔ اوراس کے آئندہ ایک سال کے گناہ نہیں لکھے جاتے (الموضوعات لابن الجوزی:۲/۵۰،۵۱)

''الموضوعات'' میں ابن الجوزی اس حدیث کے مختلف طرق ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث جن میں شعبان کی پندرہویں رات کی عبادت کی فضیلت بیان کی گئی ہے بالاتفاق ضعیف اور من گھڑت ہیں۔ ائمہ کرام، مثلا امام شوکانی، ابن الجوزی، ابن حبان، قرطبی اور سیوطی وغیرہم رحمہم اللہ نے ان روایات کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔تفصیلات کے لئے دیکھئے: الفوائد المجموعة، الموضوعات الکبری، تفسیر القرطبی، اللآلی المصنوعة وغیرہ

شب برات میں کیا کرنا چاہیے ؟ اب سوال یہ ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت کے متعلق جس حدیث کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے کہ (اللہ تعالی شعبان کی پندرہویں رات کو اپنی پوری مخلوق کی طرف (بنظر رحمت) دیکھتا ہے، پھر مشرک اور کینہ پرور کے سوا باقی ساری مخلوق کی بخشش کردیتا ہے)۔

آیا اس روایت کی روشنی میں ہمیں خوشی کا یا خصوصی عبادت کا اہتمام کرنا چاہیے؟ کیا اس میں کسی محفل کے جمانے کا ذکر ہے یا کسی خاص عبادت، چراغاں یا آتش بازی کا ذکر کیا گیا ہے؟ اس سوال کا جواب ہر وہ شخص دے سکتا ہے جو خرافات اور من گھڑت روایات پر اعتماد کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی صاف ستھری شریعت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس حدیث کا اگر بنظر انصاف مطالعہ کیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ اس میں کسی محفل جمانے، عبادت کرنے، چراغاں اور آتش بازی وغیرہ کا ذکر نہیں، بلکہ جس چیز کا ذکر کیا گیا یہ وہ ہے اللہ تعالی کی عام مغفرت کا جس کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو شرک اور کینہ پروری سے محفوظ ہے، لہذا اس رات کو عام بخشش کا مستحق بننے کے لئے ہر انسان کو چاہیے کہ اپنا عقیدہ شرک سے پاک کرے، اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے متعلق اپنا دل صاف رکھے اور کسی سے حسد، بغض اور کینہ نہ رکھے، یہ چیزیں انسان کی نجات کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کی جو فضیلت رسول اللہ ﷺ نے بیان کی کہ مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ ہر مسلمان کی بخشش ہوتی ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچایا جاتا لیکن آج کا جاہل مسلمان الٹا اپنے آپ کو اس رات میں ان دونوں گناہوں میں ملوث کرتا ہے ایک طرف محافل کا انعقاد کرکے ان میں جھوٹی اور من گھڑت احادیث بیان کرنے کے علاوہ نعت خوان اور مقررین رسول اکرم ﷺ سے استغاثہ کرتے ہیں اور آپ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں یعنی دوسرے لفظوں میں کھلم کھلا شرک کرتے ہیں اور اللہ سے مغفرت کی بھی امید رکھتے ہیں اور دوسری طرف آتش بازی کے ذریعے سے اپنے ہی بھائیوں کو پریشان کرکے انسان دشمنی کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے جس سے اس حدیث کی رو سے بچنا نہایت ضروری ہے کیسی ستم ظریفی ہے کہ بخشش الہی سے محروم ہوجانے والے کام بھی کئے جائیں اور جہنم سے آزادی کے پروانے کی بھی امید رکھی جائے۔

شب براءت میں عبادت؟ یہ بھی سوال ہوسکتا ہے کہ اگر اس رات میں مغفرت کا ثبوت ملتا ہے تو پھر اس میں خصوصی عبادت میں کیا حرج ہے؟

اس کے دو جواب ہیں: اولا: اللہ تعالی کی خصوصی بخشش کا ثبوت صرف پندرہویں شعبان کی رات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہی خصوصی بخشش سوموار اور جمعرات کے دن بھی ہوتی ہے، جیسے پیچھے صحیح حدیث ذکر کی جاچکی ہے۔ بلکہ اللہ تعالی آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اس لئے ہر رات ہی اللہ کی عبادت کا اہتمام کرنا چاہیے، نہ کہ خصوصی طور پر صرف شعبان کی پندرہویں رات کو جس کا کوئی ثبوت بھی نہیں۔

ثانیا: شعبان کی پندرہویں رات میں نبی ﷺ سے کوئی خصوصی عبادت ثابت نہیں ہے اور جو روایات نبی ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کی جاتی ہیں، وہ سب من گھڑت اور موضوع ہیں جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، لہذا اپنی طرف سے کسی دن یا رات یا کسی بھی وقت کو عبادت کے ساتھ خاص کرنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ.

''راتوں میں سے صرف جمعے کی رات کو قیام کے لیے اور دنوں میں سے صرف جمعے کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو۔ ہاں اگر جمعے کا دن ان دنوں میں آجائے جن میں تم میں سے کوئی روزہ رکھنے کا عادی ہو تو اس کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔''(صحیح مسلم، الصیام، باب کراهة افراد یوم الجمعة بصوم حدیث ۱۱۴۴)

اگر کسی رات کو عبادت کے ساتھ خاص کیا جانا صحیح ہوتا تو جمعہ کی رات ہفتے کے دنوں میں سے افضل ترین تھی، لہذا اسے خاص کیا جاتا ہے لیکن نبی ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور نبی ﷺ کی سیرت ہی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے، آپ نے اگر کسی دن یا رات کو عبادت کے لیے خاص کیا ہے تو اس کا حکم بھی دیا ہے اور اہتمام بھی فرمایا ہے، جیسے صحیح احادیث میں رمضان کی راتوں اور لیلۃ القدر کے بارے میں ہے کہ آپ نے قیام کیا اور اس کی فضیلت بیان کرکے لوگوں کو ترغیب بھی دلائی، لہذا

اگر شعبان کی پندرہویں رات میں محافل جمانے، عبادت کرنے اور دوسرے افعال کرنے کی کوئی فضیلت ہوتی تو آپ اپنی امت کو ضرور مطلع فرماتے اور خود بھی اہتمام فرماتے کیونکہ آپ کا تو منصب ہی یہی تھا، آپ امت سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتے تھے، ورنہ آپ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ (المائدہ:۵:۶۷) کے مصداق ٹھہرتے، کہ آپ نے اپنی امت کو شریعت کے مکمل احکام نہیں پہنچائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ ان بدعات وخرافات پر عمل کرتے ہیں نعوذ باللہ وہ نبی ﷺ کو گویا خائن ثابت کرتے ہیں، لہٰذا نبی ﷺ سے اس رات میں محافل اور عبادات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ صحابہ وتابعین ہی کا عمل ملتا ہے تو پھر اس رات کو خصوصی عبادت والی رات کس طرح سمجھا جا سکتا ہے؟

کیا شب براءت فیصلوں کی رات ہے؟ شب برات منانے والوں کا نظریہ ہے کہ یہ رات فیصلوں کی رات ہے۔ اور دلیل میں سورہ دخان کی درج ذیل آیات مبارکہ پیش کرتے ہیں:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ''یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے۔ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔'' (الدخان ۴۴:۳:۴)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ''بابرکت رات'' کا ذکر آیا ہے جس میں قرآن مجید کو اتارا گیا اور جس میں سال بھر میں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اس ''بابرکت رات'' سے مراد شعبان کی پندرہویں رات ہے یا کوئی اور رات مراد ہے۔

اگر ہم اس آیت کی تفسیر اپنی رائے اور منشاء کے مطابق کرنے کے بجائے خود قرآن مجید ہی سے تلاش کریں تو اس سوال کا جواب ہمیں مل جاتا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نزول کے متعلق صراحت سے فرمایا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ''رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا'' (البقرہ:۲:۱۸۵)

اور جس رات میں نازل کیا گیا اس کی صراحت بھی فرمادی کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ''بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا۔'' (القدر:۹۷:۱)

جو کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ایک رات ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کا مہینہ اور اس مہینے کی خاص رات جس میں نبی ﷺ پر قرآن کا نزول شروع ہوا یا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیعت العزت میں اتارا گیا، اس کی بھی صراحت فرمادی ہے، جسے دوسری جگہ لیلۃ مبارکۃ بھی کہا گیا ہے، لیلۃ مبارکۃ کی قرآنی تفسیر سے پتا چلتا ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہی ہے جس میں قرآن اتارا گیا اور اسی میں سال بھر کے حادثات ووقائع کا فیصلہ بھی کیا جاتا ہے، جمہور مفسرین کا یہی موقف ہے۔ نص قرآنی کے مقابلے میں ضعیف روایات سے لیلہ مبارکہ کی تفسیر پندرہویں شعبان کی رات سے کرنا جائز نہیں بلکہ باطل ہے، لہٰذا شعبان کی پندرہویں رات کو فیصلوں کی رات قرار دینا یکسر غلط ہے۔

پندرہ شعبان کا روزہ ثابت نہیں: سنن ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے ایک روایت آتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا. الحديث. ''شعبان کی پندرہویں رات کو قیام، یعنی عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو'' (سنن ابن ماجہ اقامۃ الصلوات، باب ماجاء فی لیلۃ النصف، حدیث ۱۳۸۸، محدث البانی نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھئے: السلسلۃ الضعیفۃ للألبانی ۵/۱۵۴ حدیث ۲۱۳۲)

اس روایت کی بنا پر بہت سے لوگ شعبان کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک یہ روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے، اس میں ایک راوی ابوبکر بن ابی بسرہ ہے جو متہم بالکذب ہے، وہ موضوع حدیثیں بنایا کرتا تھا، اس لیے یہ روایت قطعاً قابل حجت نہیں، لہٰذا پندرہ شعبان کا روزہ بھی ثابت نہیں۔

البتہ صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ ہر مہینے کے ایام بیض ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے روزے رکھتے تھے۔ اس حدیث کی رو سے اگر کوئی شخص شعبان کے مہینے میں یہ تین روزے رکھ لے تو یہ سنت کے مطابق کام ہوگا، اس لیے روزہ رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ صرف ۱۵ شعبان کا ایک روزہ نہ رکھیں بلکہ تین روزے رکھیں، ۱۳، ۱۴، ۱۵ شعبان کا۔ اور ان روزوں کو بھی شعبان کے ساتھ خاص نہ کیا جائے۔

حلوے مانڈے، آتش بازی اور غلط عقیدے: شعبان کی پندرہویں رات کو اور بھی بعض کام ایسے کیے جاتے ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، جیسے حلوے مانڈوں کا خصوصی اہتمام۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس روز مردوں کی روحیں آتی ہیں، حالانکہ یہ عقیدہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ اگر دنیا سے جانے والے اللہ کے نافرمان ہیں تو وہ اللہ کے ہاں قیدی ہیں، وہ اللہ کی قید سے نکل کر آ ہی نہیں سکتے۔ اور اگر وہ نیک تھے تو وہ اللہ کے ہاں مہمان ہیں اور اللہ نے ان کے لئے جنت میں بہترین نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، وہ جنت کی اعلیٰ اور لذیذ ترین نعمتیں چھوڑ کر دنیا میں کس طرح آئیں گے؟ یعنی کسی لحاظ سے بھی روحیں دنیا میں نہیں آسکتیں۔

اسی طرح اس رات کو چراغاں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اور خوب آتش بازی کی جاتی ہے، حالانکہ یہ بھی مشرک قوموں کا شعار ہے۔ مجوسیوں آتش پرستوں میں یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ خوشی کے موقع پر آتش بازی اور چراغاں کرتے ہیں۔ ان کا یہ طریقہ ہندوؤں نے اپنایا اور ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی اس بے ہودہ رسم کو اختیار کرلیا۔

بہرحال اس رات آتش بازی اور حلوہ پوری وغیرہ پکا کر ایصال ثواب کرنا، یہ سب ایجاد بندہ چیزیں ہیں جن کا کوئی ثبوت شریعت مطہرہ میں نہیں ہے۔ ہر مسلمان کو ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے اور اپنے متعلقین کو بھی سمجھانا چاہیے تاکہ ان کے ذہنوں میں سنت اور بدعت کا فرق واضح ہو، ایک شاعر نے سچ کہا ہے:

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

شعر میں روایات سے مراد آباء واجداد سے ورثے میں ملنے والی روایات یا وہ رسوم ورواج ہیں جن پر ایک روایتی طریقے سے عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ان رسوم ورواج کی روایات نے حقیقت پر پردہ ڈال رکھا ہے اور خرافات ہی کو دین سمجھ لیا گیا ہے۔

اعاذنا الله منها آمین۔

☆☆☆

امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف

دسویں اور بارہویں کے لئے بورڈ کے امتحانات کا اعلان ہو چکا ہے اور بعض صوبوں میں امتحانات جاری ہیں۔ امتحان، تعلیمی زندگی کی اگلی منزل پر قدم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ امتحان مشکل بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات ذہنی تناؤ سے بھرا ہوا بھی۔ سنجیدہ، میانہ رو اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے طلباء آسانی سے ان مشکلات پر قابو پالیتے ہیں مگر تعلیم کے علاوہ دوسری سرگرمیوں میں حصہ لینے والے طلباء اکزام فیور (امتحان کا بخار) یا ذہنی تناؤ کا شکار ہوجاتے ہیں۔ چند ہی دنوں میں پورے سال کا کورس پڑھ لینے کی ہوڑ میں صحت خراب کر لیتے ہیں۔ راتوں کو جاگ کر پڑھائی کرنے کے لیے گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ اکزام فیور کی وجہ سے انہیں پیٹ درد، سردرد، ڈپریشن، بھوک کا فقدان، بے خوابی اور دوسری طرح کی بے آرامی پیدا ہوجاتی ہے جو دراصل جسمانی بیماری نہیں بلکہ نفسیاتی مرض ہے۔ والدین، بچوں کی خرابی صحت، ذہنی تناؤ، اور بے چینی سے پریشان ہوجاتے ہیں۔ ان میں کوئی کسی فقیر سے دعا تعویذ کراتا ہے، کوئی دم کیا ہوا پانی پلاتا ہے۔ کوئی کسی بزرگ کا دست شفقت سر پر پھیرواتا ہے۔ کوئی اوپری سایہ سمجھ کر عاملوں کے یہاں چکر لگاتا ہے۔ لیکن حقیقی مرض کے اسباب اور اس کی تشخیص سے قاصر رہتا ہے۔

آج طلباء کی ایک کثیر تعداد تعلیمی پس ماندگی کا شکار ہے۔ امتحان میں کمتر یا خراب مظاہرے کے باعث کچھ طلباء کو حاشیہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور ان کو کُند ذہن، غبی، احمق اور نالائق جیسے خطابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان تمغات سے وہ اور بھی پھسڈی پن کا شکار ہوجاتے ہیں۔ امتحان میں طلباء کی ناکامی یا معمولی خامی کی وجہ سے والدین، گارجین، اہل خاندان یا اساتذہ ایسے طلباء کی دیگر صلاحیتوں کو نظرانداز کرنے لگتے ہیں۔ جس کے ردعمل میں وہ اپنے آپ کو زندگی کے تمام میدانوں میں کمتر اور ادنیٰ محسوس کرنے لگتے ہیں۔

طلباء کے خراب تعلیمی مظاہرے کے اسباب کا جائزہ لیے بغیر اساتذہ اور والدین یا گارجین کا منفی ردعمل ایسے طلباء کے لیے زہر قاتل ثابت ہوتا ہے۔ اس مقابلہ آرائی کے دور میں ہماری تعلیم گاہوں کے اساتذہ اور والدین تعلیمی وسائل سے کلی یا جزوی طور پر ناواقف ہوتے ہیں یا پھر اس کو نظرانداز کر دیتے ہیں یا پھر مناسب انداز میں نمٹنے کے طریقوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اگر اس مسئلہ کو فوری حل نہیں کیا جاتا تو طلباء ذہنی دباؤ، تناؤ اور جارحانہ تیور کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ امتحان کے دنوں میں طلباء پر ذہنی دباؤ بنا رہتا ہے۔ اس پر امتحان میں اچھا کر لینے کا بوجھ رہتا ہے۔ والدین کی امیدوں پر پورا اترنے اور آئندہ کسی اچھے کالج میں داخل ہونے کے خواب کا تناؤ بھی رہتا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ امتحان کا ٹینشن کسی ایک طالب علم تک محدود نہیں ہے۔ ملک کے ہزاروں طلباء ہر سال بورڈ کے امتحان سے گذرتے ہیں۔ مالدار گھرانوں کے سیکڑوں طلباء اپنے گارجین کی وساطت سے ڈاکٹروں اور نفسیاتی امراض کے ماہرین کے چکر لگاتے ہیں اور ذہنی تناؤ، احساس ناامیدی اور محرومی زائل کرنے کے لیے کاؤنسلنگ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس طرح کے دباؤ اور ٹینشن کی صورت میں بعض طالب علم کی یکسوئی کا لیول گر جاتا ہے۔ اس لیے تمام طلباء کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ پُر اعتماد رہیں۔ مثبت انداز فکر اپنائیں۔ ہر چیز کا روشن پہلو دیکھیں۔ اپنی صلاحیت واستعداد کا خود اندازہ لگائیں۔ اپنے حدود کو پہچانیں اور اس میں عمل کریں۔ مسائل کا سامنا کریں۔ ہر سرد وگرم حالت کو جھیلنے کی عادت ڈالیں۔ معاشرہ کے لوگوں کا اخلاقی تعاون باعث برکت ہوتا ہے۔ ان کی دعائیں اور نیک خواہشات حاصل کریں۔ دوسرے ہم جماعت کی ذہانت، تیاری اور پروگریس پر رشک نہ کریں اور نہ اس بات کی فکر کریں کہ دوسرے ساتھی تیاریاں پوری کر کے نظر ثانی بھی کر رہے ہیں اور وہ ابھی تک پڑھائی شروع کرنے کی پلاننگ ہی کر رہا ہے۔ ''اب وقت بہت کم ہے''، ''8-8 مضامین کیسے پورے ہوں گے''، ''اب میں کیا کروں''، ''کاش کہ ہم نے پورے سال پڑھائی کی ہوتی'' جیسے سوالات سوچ کر کم ہمتی کا شکار نہ ہوں۔ خود کی پڑھائی پر وقت لگائیں، دوسروں کے بارے میں سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے احساس کمتری میں زیادتی ہوگی۔ رات رات بھر جاگ کر مطالعہ کرنا اور رٹا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔ اسباق کے اہم نکات کو سمجھ کر پڑھنے سے نہ تھکاوٹ ہوتی ہے اور نہ بھول جانے کا امکان رہتا ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کر پاتے وہ امتحان کی تیاری میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم یکسوئی و دل جمعی سے مطالعہ کا عادی بن جائے تو خوف، ٹینشن، دباؤ اور تناؤ جیسے الفاظ بے معنی ہوجاتے ہیں۔ پڑھائی اور صرف پڑھائی، یکسوئی اور تسلسل سے پڑھائی ہی امتحان میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ امتحان میں کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ اس خیال کو دل سے نکال دینا چاہئے کہ تیاری کے لیے بہت کم وقت بچا ہے۔ بلکہ یہ سوچیں کہ اس بچے ہوئے وقت میں اور کتنے کام کیے جا سکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امتحان کے دنوں میں گھبراہٹ، بے چینی، غصہ اور جھلاہٹ ساتھ نہیں چھوڑتے، گھر والوں سے کنارہ کشی، ساتھیوں سے لاتعلقی، اردگرد کے حالات سے لاپرواہی، ہر وقت امتحان کی فکر یا امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے کا جنون صحت ونفسیات پر غلط اثر ڈالتا ہے۔

میں نا امیدی اور احساس کمتری کے شکار طلباء کو مشورہ دوں گا کہ اگر وہ ہدف سے پیچھے رہ گئے ہوں اور امیدیں ٹوٹ رہی ہوں تو ہمت ہارنے کے بجائے اللہ کو یاد کریں۔ ایمانی طاقت، ان کو توانائی اور سکون عطا کرے گا اور مقصد کے حصول میں آسانی ہوگی۔ ایسے طلباء کو مندرجہ ذیل نکات پر خصوصی دھیان دینا چاہئے اور میدان عمل میں ان پر سختی سے کاربند رہنا چاہئے: (۱) وقت کی منصوبہ بندی (۲) مشق کی ضرورت (۳) اور امتحان کی مناسب حکمت علمی

۱- وقت قیمتی چیز ہے۔ ایک طالب علم کو اپنے وقت کی منصوبہ بندی دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ اسے کتنا وقت، کس مضمون میں صرف کرنا چاہئے۔ جو مضمون قدرے مشکل ہے اس میں زیادہ وقت صرف کرنا مناسب رہتا ہے۔ اگرچہ تمام مضامین، امتحان کی تیاری کے وقت یکساں وزن رکھتے ہیں۔ سب کی تیاری ضروری ہے۔ مگر بعض مضامین زیادہ دشوار ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض مضامین زیادہ اسکورنگ ہوتے ہیں ان پر بھی خاص توجہ درکار ہوتی ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک طالب علم اپنے لیے روزانہ کا شیڈول بناتا ہے لیکن وہ اتنا ٹائٹ اور تنگ ہوتا ہے کہ وہ خود ہی چند دنوں کے بعد اس سے دل برداشتہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے امتحان کی تیاری کے لیے حقیقت پسندانہ ٹائم پلاننگ ہونی چاہئے۔ طالب علم کو سوچنا چاہئے کہ ان کا دماغ کس وقت سب سے بہتر کام کرتا ہے۔ کس وقت زیادہ پرسکون رہتا ہے۔ صبح، دوپہر یا رات کے وقت۔ اسی کے مطابق پڑھائی کی پلاننگ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کسی دشوار مضمون کی پڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو رات دس بجے کے بعد پڑھائی کرنے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ دیر گئے رات تک شب بیداری کرنی پڑسکتی ہے جو صحت کے لیے مضر ہے۔ بہتر ہوگا کہ ایسے وقت میں کم دشوار مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ اس وقت یادداشت کے نکتوں کو منظم کرنے یا آنے والے دن کے کاموں اور مطالعہ کے اسباق کو منضبط کرنے میں صرف کیا جائے۔ بہرحال یہ ضروری ہے کہ روزانہ کے ٹائم شیڈول میں پڑھائی کے لیے ایک خاص وقت متعین کرلیا جائے۔ ایسا کرنے سے پڑھائی کی عادت بن جائے گی۔ مطالعہ کرنے میں دل لگے گا اور مطالعہ کے رجحان میں دن بدن تیزی آئے گی۔

ایک اور اہم نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ پڑھائی سے پہلے ترجیحات کی بنیاد پر اپنے اسباق اور کاموں کی فہرست بنالینی چاہئے۔ اہم کاموں کو مقدم رکھنا بہتر ہوگا۔ ماہرین تعلیم فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر فرد کے وقت کی منصوبہ بندی کا طریقہ الگ الگ ہے لیکن کاموں اور مطالعہ کے اوقات کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جاسکتا ہے جو تجربہ میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے:

(۱) ضروری اور اہم (۲) ضروری مگر غیر اہم (۳) غیر ضروری مگر اہم اور (۴) غیر ضروری اور غیر اہم

جس وقت آپ خالی الذہن ہوں اور دماغ پرسکون ہو اس وقت مشکل اسباق اور دشوار مضامین کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ایسے وقت میں اسباق پر گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ امتحان کی تیاری کے لیے ہر مضمون اور ہر گھنٹہ کا ایک ہدف بنانا مفید رہتا ہے۔ یعنی یہ کہ ایک گھنٹہ میں کس مضمون کا کتنا سبق پڑھنا ہے۔ پڑھے ہوئے اسباق پر نظر ثانی بھی لازمی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کتنے اسباق پورے ہوگئے اور اب کتنے باقی رہ گئے۔ اتفاق سے کسی ایک مضمون پر زیادہ وقت صرف ہوگیا ہو تو اگلے دن سے شیڈول میں مناسب تبدیلی کرلینی چاہئے۔ طالب علم کو اپنے وقت کی پلاننگ دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ امتحان کے زمانہ میں سونے اور جاگنے کا وقت متعین ہے یا نہیں؟ سیر و تفریح کے لیے وقت نکالا یا نہیں؟ عبادت اور فرائض میں کتنا وقت صرف کیا؟ کتنا وقت گھر والوں اور بھائی بہنوں کے ساتھ گذارا؟

ایک طالب علم کو روزانہ کی نظام زندگی میں وقت اور پیسہ برباد کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بیڑی، سگریٹ، گٹکھا، پان اور دوسری نشہ آور چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کرپاتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ امتحان کی تیاری کے دوران لگاتار پڑھائی بھی مضر ہے۔ بعض طلباء پڑھائی کے دوران لگاتار نیند آنے کی شکایت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پڑھائی کے تناؤ سے ایسا طالب علم یہ فیصلہ کرنے میں قاصر رہتا ہے کہ پہلے کون سا مضمون پڑھیں۔ اس مضمون کے پڑھتے وقت اسے دوسرے مضمون میں اپنی کمزوری کا خیال آجاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ پہلے مضمون کو چھوڑ کر دوسرے اور تیسرے مضمون پر توجہ مرکوز کرنے لگتا ہے۔ اسی تذبذب میں وہ کسی بھی مضمون پر یکسوئی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اس پر سستی طاری ہوجاتی ہے۔ دماغی اعصاب فعال نہیں رہتے اور نیند کا خمار چڑھنے لگتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ طالب علم اپنی پڑھائی، آرام، ترتیب وار مضامین کے مطالعہ، ہلکی پھلکی ورزش کا ایک روزہ ٹائم ٹیبل بنالے۔ انہی کتابوں کا مطالعہ کرے جو شامل نصاب ہیں۔ غیر درسی کتابوں کے مطالعہ سے اشتباہ اور تذبذب پیدا ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ امتحان گاہ میں کاپی کے زیادہ اوراق بھرنا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ جواب کے نکات کو بہتر طریقے سے لکھا جائے۔ اس کی تشریح مناسب انداز سے کی جائے تاکہ جواب طویل بھی نہ ہو اور ممتحن بامعنی اور کمال صفائی والے جواب سے مطمئن ہوجائے۔

ماہر اساتذہ بتاتے ہیں کہ امتحانات پاس کرنے کے لیے مشق سے بہتر کوئی متبادل نہیں ہے۔ اس لیے کورس کی کتابوں سے سبھی طرح کے سوالات حل کرنے چاہیں۔ گذشتہ سالوں کے سوالات بھی حل کرنے کی مشق کرنی چاہئے۔ امتحانات میں جوابات لکھتے وقت تیز تیز لکھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دیئے گئے وقت تک سارے سوالات حل کرلیے جائیں بہت سے طلباء جوابات لکھتے وقت اچھی تحریر پر زیادہ دھیان دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں سارے سوالات مقررہ وقت میں حل نہیں ہوپاتے۔

طلباء کو چاہئے کہ امتحان شروع ہونے سے 30 منٹ پہلے امتحان سنٹر پر پہنچ جائیں۔ اپنا اڈمیٹ کارڈ، فوٹو شناختی کارڈ اور ضروری اسٹیشنری (قلم، پینسل، ربر اور

دوسرے لوازمات) ساتھ لے جانا نہ بھولیں۔

بعض اوقات انگلش میں مضمون لکھنے کے لیے الفاظ کی تعداد کا تعین کر دیا جاتا ہے۔ اگر الفاظ کی تعداد کچھ زیادہ بھی ہو جائے تو نمبر نہیں کٹتے، لیکن الفاظ کے ہجے Spellings کی غلطیوں پر مارکس کٹ جاتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب ایک جگہ اور ایک ساتھ لکھنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری ہے جوابات لکھتے وقت سوالات کے سیریل آرڈر والے نمبر کو نقل کرنا چاہئے۔ یعنی اگر امتحان دینے والا سوال نمبر 5 کا جواب لکھ رہا ہے تو کاپی پر 5 ہی لکھنا چاہئے۔ کبھی کبھی طالب علم، امتحان کی گھبراہٹ میں اپنے جواب کی ترتیب سے جواب نمبر ایک لکھ دیتا ہے جو کہ غلط ہے۔

امتحانات دینے والے طلباء کے لیے ضروری ہدایات:

۱- ہر چالیس، پچاس منٹ کے مطالعے کے بعد 5 سے 10 منٹ کا وقفہ لے لیں۔

۲- امتحان کی تیاری کے دنوں میں وقفے وقفے سے آنکھیں دھوئیں

۳- مطالعہ والے کمرہ میں کافی روشنی ہونی چاہئے۔ کم روشنی یا اندھیرے میں مطالعہ کرنا آنکھوں کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔

۴- زیادہ دیر تک پڑھنے والے طلباء کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ مطالعہ کے دوران پلک مارتے رہیں (جھپکاتے رہیں)۔ اس سے آنکھوں میں تراوٹ آتی رہتی ہے۔

۵- روزانہ 8-7 گھنٹے کی بھرپور نیند آنکھوں کو تھکاوٹ سے بچاتی ہے۔

۶- کونٹیکٹ لنس کے استعمال سے قبل اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں۔

۷- زیادہ سے زیادہ پانی، لیموں کا پانی، جوس، مٹھا، چھاچ، جل جیرا شربت کا استعمال کریں۔ اس سے جسم میں توانائی اور تراوٹ ملتی ہے۔

۹- جسم میں پانی کی کمی سے سستی اور کاہلی ہوتی ہے۔ غذا کے انجذاب (Metabolism) کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ بلڈ پریشر گرنے لگتا ہے۔ جسم میں سیّال مادّوں میں جو توازن ہونا چاہیے وہ بگڑنے لگتا ہے جس کے نتیجہ میں ذہنی انتشار، سر درد اور سستی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

۹- پڑھتے وقت آنکھوں میں کھجلی یا درد ہو اور حروف صاف دکھائی نہ دیتے ہوں تو کسی ماہر چشم سے رابطہ کیجئے۔

۱۰- قوت حافظہ اور ذہانت کی تیزی کے لیے ضروری ہے کہ جسم اور دماغ میں دوران خون تیز ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ سورج کی روشنی میں میں ہلکی پھلکی ورزش کی جائے۔

۱۱- مچھلی، اخروٹ، بادام ذہانت کو تیز کرنے والے میوہ جات ہیں۔

۱۲- دن کا آغاز بھرپور ناشتہ سے کریں۔ بغیر ملائی کے دودھ، دلیہ، گیہوں کے آٹے کا بریڈ، روٹی وغیرہ قوت حافظہ میں تیزی لانے کے لیے مفید ہے۔

۱۳- امتحان دینے والوں کا کمرہ زیادہ سرد اور زیادہ گرم نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے بے خوابی کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔

۱۴- سویرے سونے اور سویرے جاگنے کی عادت ڈالنی چاہئے بلکہ روزانہ کا معمول ہونا چاہئے۔

۱۵- بے خوابی کی صورت میں سونے سے پہلے گرم دودھ کا ایک پیالہ مفید رہتا ہے۔

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا ئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و اساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیات و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

ہر شخص اپنا محاسبہ کرے کہ وہ آئین پر کتنا عمل کرتا ہے/مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلیٰ تعلیمی وتربیتی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ ،نئی دہلی میں پرچم کشائی کے بعد مولانا کا خطاب

دہلی: ۲۷/ جنوری ۲۰۲۴ء: آج تمام دیش واسی خواہ وہ دیش بدیش کے کسی بھی خطے میں رہتے ہوں یوم جمہوریہ کی خوشی سے سرشار ہیں۔ یوم جمہوریہ سب کو مبارک ہو۔ یہ دن ہمیں بڑی قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔اس کے لئے ہمارے اسلاف نے جان ومال کی بے دریغ قربانیاں پیش کی ہیں اور بلاتفریق مذہب ومسلک اور رنگ ونسل سب نے متحد ہوکر ملک کی تعمیر وترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور سب کی کوششوں کا ثمرہ ہے کہ آج ہمارا وطن ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہی ہوا چاہتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف کل مورخہ ۲۶/جنوری ۲۰۲۴ کو یوم جمہوریہ کی مناسبت سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلیٰ تعلیمی وتربیتی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی میں منعقد تقریب میں پرچم کشائی کے بعد خطاب کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ یوم جمہوریہ ہر سال ہمیں اپنے ملک اور اس کے عظیم آئین کے تئیں وفاداری، اس کی تعمیر وترقی اور حفاظت وصیانت کے حوالے سے تجدید عہد اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلے میں خود احتسابی کا زریں موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اس عظیم آئین کو اپنی نجی، سماجی، مذہبی، قومی اور ملی زندگی میں نافذ کرنے کے سلسلے میں کس قدر سنجیدہ ہیں اور ملک کی تعمیر وترقی کے لئے کس قدر قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہیں؟

امیر محترم نے اپنے خطاب میں جدوجہد آزادی میں اسلاف کرام کی بیش بہا قربانیوں اور تاریخی ہندو مسلم سکھ عیسائی اتحاد کا بطور خاص تذکرہ کیا اور کہا کہ انگریزوں نے پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل کر کے تمام دیش واسیوں کو ذات دھرم ،اونچ نیچ اور رنگ ونسل کے خانوں میں بانٹ رکھا تھا جس کے زیر اثر ہماری حالت گھر پھوٹے گنوار لوٹے کی سی ہوگئی تھی جس کو ہمارے عقلا اور ودوانوں نے بروقت سمجھ اور جان لیا تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے قول وعمل کے ذریعہ انگریزی استعمار سے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں سب بھائی بھائی ہیں۔ آج بھی جب کہ وطن عزیز کو ڈھیر سارے چیلنج درپیش ہیں ہمیں قومی وملی اور ایمانی قوت اور اسپرٹ کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا ہے اور اپنے قول وعمل سے اتحاد و یکجہتی اور بھائی چارے کا ثبوت پیش کرنا ہے۔

امیر محترم نے آئین ہند کی اس کی خوب صورتی وخوبی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کے اندر کہیں بھی کسی کے عقیدہ ومذہب سے تعرض نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس آئین کی رو سے یہاں سب کو ہر طرح کے حقوق کا تحفظ اور مساوی طور پر ترقی کی ضمانت حاصل ہے۔اس کے اندر کسی بھی طرح کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا ہے۔اس آئین کے اندر بلاتفریق مذہب وملت پورے ملک کو اخوت وبھائی چارہ اور اجتماعیت کی لڑی میں پرونے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے۔ اس لئے کسی سے بھی ایسی کوئی حرکت یا عمل سرزد نہیں ہونا چاہیے جس سے اس آئین کا وقار مجروح ہوتا ہو۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دے کر کہا کہ مسلمانوں خصوصا اہل حدیث نے سب سے پہلے غلامی کی خونیں زنجیر کو کاٹنے کی جدوجہد کی۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خانوادے پوری توانائی کے ساتھ آزادی کا مشعل اٹھائے رہے جس کی آخری کڑی وقت کے مجاہد اعظم اور سکندر عزم شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ تھے۔ان کے ساتھ صادقان صادقپور نے ڈیڑھ سو سال تک تحریک آزادی کا علم بلند رکھا جن کو ایک سازش کے تحت وہابی کے نام سے بدنام کرنے کی نامسعود کوشش کی گئی۔ ملک کی آزادی کی جدوجہد میں اور آزادی کے بعد دیش کی تعمیر وترقی میں ملک کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کے کارناموں کو کون فراموش کرسکتا ہے۔اسی طرح قصوری علماء، غزنوی علماء اور امرتسری علماء وغیرہ کی قربانیاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

تقریب کا آغاز امیر محترم کے ہاتھوں پرچم کشائی سے ہوا۔ پھر دیش گان جن گن من اور ترانہ ہندی سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا گایا گیا۔موجودین کے مابین شیرینی تقسیم کی گئی۔اس موقع پر مفتی جمیل احمد مدنی استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، دیگر اساتذہ المعہد العالی ڈاکٹر عبدالواسع تیمی، ماسٹر راشد الاسلام، المعہد العالی کے طلبہ اور ملازمین کے علاوہ رحمت کلیم تیمی ،ایاز تقی، انور عبدالقیوم انصاری وغیرہ موجود تھے۔

جماعت اہل حدیث کے نامور شاعر وادیب معروف عالم دین مولانا ممتاز احمد سالک بستوی

صاحب کا سڑک حادثے میں انتقال پُر ملال

دہلی:۳/فروری ۲۰۲۴ء ،مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے جماعت اہل حدیث کے نامور شاعروادیب، دودرجن سے زائد کتابوں کے مصنف ، الاصلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی اوراس کے زیر اہتمام چلنے والے تعلیمی وتربیتی ادارے جامعۃ الاصلاح اور جامعۃ الحسنات غوری، بجہا بازار، سدھارتھ نگر یوپی کے بانی وصدرنشیں معروف عالم دین مولانا ممتاز احمد سالک بستوی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو جماعت وملت خصوصا ادبی دنیا کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا سالک بستوی صاحب بڑے خلیق وملنسار، متواضع اور مخلص انسان تھے اور جمعیت وجماعت کے کاموں سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار محمد علی صاحب سے حاصل کی ،مدرسہ دینیہ مونگا ڈیہہ بیگ اور مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور میں فارسی پڑھی۔ابتدائی عربی درجات کی تعلیم جامعہ سراج العلوم بونڈیہار بلرام پور میں حاصل کی اور 1982ء میں جامعہ عالیہ عربیہ مئوناتھ بھنجن سے فارغ التحصیل ہوئے۔شعروادب میں حیرت بستوی ،فضا ابن فیضی اور مجاز اعظمی رحمہم اللہ جیسے اساتذہ فن سے اصلاح لی۔آپ کے مجموعہ ہائے کلام اور دیگر دینی وتربیتی کتابوں کی تعداد دودرجن سے متجاوز ہے۔جس میں نکہت اسلام، لالہ صحرا، تنویرحرم، قوس قزح، نغمہ دل نواز، فردوس نظر، سخن معتبر، متاع ہنروغیرہ قابل ذکر ہیں۔آپ مرکزی جمعیت کے کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔دلی کے سفر میں اہل حدیث منزل میں قیام فرماتے ، جمعیت کی متنوع خدمات اور سرگرمیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔مرکز کی کانفرنسوں میں بڑے اہتمام سے شریک ہوتے اور استقبالیہ وتہنیتی نظمیں پیش کرتے تھے۔آپ کے ادب پارے جریدہ ترجمان دہلی میں بھی شائع ہوتے تھے۔مجھ ناچیز سے بڑی محبت کرتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔اپنے تعلیمی وتربیتی ادارہ جامعۃ الحسنات کا سنگ بنیاد بھی میرے ہاتھوں رکھوایا تھا اوران کی خواہش اور کوشش ہوتی تھی کہ ان اداروں کے اہم اجلاسوں کی صدارت میں ہی کروں جس کی حتی الوسع تعمیل بھی ہوتی تھی۔افسوس کہ آج مورخہ 3/فروری 2024ء کو تقریبا بارہ بجے دن ایک سڑک حادثے میں نیپال میں بعمر تقریبا 64 سال ان کا انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون. پریس ریلیز کے مطابق پسماندگان میں اہلیہ، بھائی مشہور شاعر مولانا راشد سراجی صاحب دوصاحب زادے اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔رنج وغم کی اس گھڑی میں مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندودیگر ذمہ داران وکارکنان جمعیت پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر کرے، خدمات کوشرف قبولیت بخشے۔ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے ، جملہ پسماندگان ومتعلقین کوصبر جمیل کی توفیق بخشے. آمین

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق نائب امیر مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب مرحوم کی اہلیہ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی سابق رکن محترمہ میمونہ ثروت کا سانحہ ارتحال

دہلی:۸/فروری ۲۰۲۴ء،مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق نائب امیر مولانا عبد الوہاب خلجی صاحب مرحوم کی اہلیہ اورآل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی سابق رکن محترمہ میمونہ ثروت کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کے اہل خانہ سے قلبی تعزیت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، متواضع ،مہمان نواز،علماء کی قدرداں، حافظہ اور داعیہ خاتون تھیں۔جب تک صحت مند تھیں گھر میں ملت کی بچیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتی رہیں۔اپنے شوہر مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب رحمہ اللہ کے دینی ودعوتی کاموں میں شریک وسہیم اور معاون تھیں اور بچوں کی اعلیٰ دینی تعلیم وتربیت میں ان کا اہم کردار تھا۔وہ ایک کامیاب ماں اور بہترین معلّمہ وداعیہ تھیں۔دس سال سے فالج کی مریضہ تھیں۔افسوس کہ گذشتہ شب کے دو بجے اپیکس ہاسپٹل ،منڈاولی، نئی دہلی میں بعمر 68/سال ان کا انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آج ہی بعد بوقت ڈیڑھ بجے دن پٹودی ہاؤس دہلی میں ان کے جنازے کی نماز ادا کی گئی اور دہلی گیٹ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔پسماندگان میں صاحب زادے عبیداللہ خلجی اور چار صاحب زادیاں عائشہ، اسماء، عفیفہ اور عالیہ ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، خدمات کو قبول کرے، جنت الفردوس کی مکین بنائے ۔پسماندگان کو صبروسلوان عطا فرمائے۔آمین۔ پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران اور کارکنان نے بھی مرحومہ کے انتقال پر رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

ماہ شعبان ۱۴۴۵ھ کا چاند نظر نہیں آیا

دہلی:۱۰/فروری ۲۰۲۴ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹/رجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۰/فروری ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔۲۵ میں مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رویت ہلال ماہِ شعبان کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے لیکن بہت سارے مقامات پر مطلع صاف ہونے کے باوجود کہیں سے بھی رؤیت ہلال کی مصدقہ ومستند خبر موصول نہ ہوئی۔ بنابریں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ کل بتاریخ ۱۱/فروری ۲۰۲۴ء، بروز اتوار ماہ رجب کی تیسویں تاریخ ہوگی۔ان شاءاللہ

انتقال پرملال: نہایت ہی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جارہی ہے کہ محترم جناب ابوارشد انصاری صاحب امیر ضلعی جمعیت اہلحدیث جبلپور مدھیہ پردیش ورکن مجلس شوری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے بڑے بھائی جناب حمید اللہ انصاری صاحب ساکن کانیواڑہ ،ضلع سیونی ،مدھیہ پردیش کا سیونی کے سرکاری اسپتال میں دوران علاج بتاریخ 2/فروری 2024ء بروز جمعہ تقریبا 4 بجے صبح انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔موصوف ڈبل نمونیا کے مرض سے دوچار تھے۔ نماز جنازہ وتدفین اسی روز بعد نماز عصر بروز جمعہ عمل میں آئی۔ پسماندگان میں 3 بیٹے ایک بیٹی، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں ہیں ۔اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے ولغزشیں خطائیں معاف فرمائے ۔درجات بلند کوفرمائے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اوراہل خانہ کوصبر جمیل عطافرمائے آمین۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں اور جناب ابو ارشد انصاری صاحب اور دیگر متعلقین سے قلبی تعزیت کی ہے۔(ادارہ)

جماعتی خبریں

انتقال پرملال: یہ خبرنہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب مولانا ابوالحسن فیضی صاحب کے سگے چھوٹے بھائی جناب نصراللہ صاحب کا بتاریخ ۱۹/جنوری ۲۰۲۴ء بروز جمعرات بعدنماز عشاء نماز اداکرنے کے بعد اچانک سینے میں معمولی درد ہونے کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔موصوف والدین کے مطیع وفرمانبردار وخدمت گذار اورصوم وصلوۃ کے پابند تھے،خلیق وملنسار تھے۔پسماندگان میں دوبیویاں، تین بیٹیاں اور چار بیٹے باحیات ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کوصبر وتحمل عطافرمائے۔ موصوف کے گناہوں کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ومرتبہ عطافرمائے۔ آمین (ابوالحسن فیضی)

معروف عالم دین مولانا شیر خان جمیل احمد عمری مدنی صاحب برطانیہ کے والد محترم جناب شیر خان محمد اسحاق صاحب کا انتقال پُرملال:

نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبرسنی گئی کہ رکن مجلس القضاء الاسلامی برطانیہ،سابق نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ معروف عالم دین مولانا شیر خان جمیل احمد عمری مدنی کے والد بزرگوار شیر خان محمد اسحاق صاحب کا گزشتہ شب تقریبا دس بجے آبائی وطن آدونی ،کرنول، آندھراپردیش میں مختصر علالت کے بعد بعمر تقریبا 90/سال انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جناب شیر خان محمد اسحاق صاحب بڑے خلیق وملنسار، متواضع ،مہمان نواز، علماء کے قدردان،صوم وصلاۃ کے پابند اورمخلص انسان تھے۔مرکزی جمعیت کے کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے اوراس کے بہت سے اہم کاموں کے بارے میں جان کر بڑی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔راقم سے خصوصی تعلق خاطر رکھتے تھے۔بزرگ اورمحترم ہونے کے باجود بڑی عزت افزائی فرماتے اوراکرام ضیف کا بھرپور حق ادا کرتے تھے۔آپ نے اپنی اولاد کی بہترین دینی تعلیم وتربیت فرمائی۔پسماندگان میں چارصاحب زادے مولانا شیر خان جمیل احمد عمری مدنی،شیر خان ریاض احمد،شیر خان سعید احمد،شیر خان ابوبکر صاحبان، دوصاحبزادیاں اورمتعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔نماز جنازہ 12/فروری 2024ء کو بعد نمازِ عصر آبائی وطن آدونی،کرنول میں ادا کی گئی۔

اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر کرے، خدمات کوشرف قبولیت بخشے۔ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین خصوصا مولانا شیر خان جمیل احمد مدنی صاحب جوسات سمندر پار ہونے کی وجہ سے کوششوں کے باوجود تدفین میں شریک نہ ہوپانے کے سبب دوہرے رنج وغم اورکرب میں مبتلا ہیں اورشیر خان ابوبکر صاحب وغیرہ کوصبر جمیل کی توفیق بخشے. آمین

(شریک غم ودعاگو: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مولانا عبدالمبین ندوی صاحب کو صدمہ: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جامعہ ریاض العلوم دہلی کے استاذ معروف عالم دین مولانا عبدالمبین ندوی صاحب کی اہلیہ محترمہ کا مورخہ ۹/فروری ۲۰۲۴ء کو شام سواسات بجے طویل علالت کے بعدلوک نائک جے پرکاش ہاسپٹل ، نئی دہلی میں بعمر تقریباً ۶۵ سال انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نیک ، بااخلاق اورصوم وصلوۃ کی پابند خاتون تھیں۔تقریباً ۱۷برس سے شوگر، بلڈ پریشر اور دل کے امراض میں مبتلا تھیں۔ادھر ۲۶/جنوری سے ہاسپٹل میں زیر علاج تھیں۔ وفات کے بعد بذریعہ ایمبولینس آبائی وطن بیتنارسدھارتھ نگر یوپی لے جایا گیا جہاں مورخہ ۱۰/فروری ۲۰۲۴ء کو بعد نماز عصران کی تدفین عمل میں آئی جس میں علماء وعوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پسماندگان میں شوہر مولانا عبدالمبین ندوی صاحب کے علاوہ چارلڑکے اور چارلڑکیاں ہیں۔

اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس کی مکین بنائے ۔ جملہ پسماندگان ومتعلقین کوصبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے مرحومہ کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں اور مولانا عبدالمبین ندوی صاحب اوران کے صاحبزادوں اورصاحبزادیوں اوردیگر متعلقین سے قلبی تعزیت کی ہے۔(ادارہ)

☆☆☆

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلی تعلیمی وتربیتی ادارہ ''المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ'' میں نئے تعلیمی کلینڈر (2024-2025) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

۲۰/اپریل۲۰۲۴ء مطابق ۱۰/ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز ہفتہ تا ۲۴/اپریل ۲۰۲۴ء

مطابق ۱۴/شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز بدھ داخلہ لیا جائے گا۔ان شاءاللہ

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ ● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ ● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ ● فراغت پر دوسال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ ● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیر ۃ والسلوک پر کم ازکم دواساتذہ کی تصدیق ہو۔ ● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو ● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو ● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ ● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ ● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔ ● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ ● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست ● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب ● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ ● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ ● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ ● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: ۱۵/اپریل۲۰۲۴ء

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

''المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة''

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

فون نمبر:۔23273407, 011-26946205، موبائل:09560841844, 9213172981

شعبۂ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292